نقاء السلافة فی احکام البیعة والخلافة

بیعت و خلافت

تصنیفِ لطیف

اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ

مکتبہ مِہریہ رضویہ
کالج روڈ، ڈسکہ

قیمت دس روپے

بیعت وخلافت اور سجادہ نشینی کے بیان میں لاجواب رسالہ

مسمّٰی باسم تاریخی

نقاء السلافہ

فی احکام

البیعۃ والخلافہ

۱۳۱۹ھ

مصنفہ

م اہلِ سُنّت، اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجددِ دین وملت
امی سنّت، ماحی بدعت، مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
مکتبہ مہریہ رضویہ نزد جامع مسجد نوری، ڈسکہ

سلسلہ اشاعت نمبر ۱

نام کتاب — نقاء السلافہ فی احکام البیعۃ والخلافہ

نام مصنف — حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

تعداد — گیارہ سو

۱ — اوّل

طباعت — آفسٹ

مطبع —

ناشر — مکتبہ مہریہ رضویہ نزد جامع مسجد نور ڈسکہ

قیمت — دس روپے

ملنے کے پتے

مولانا حافظ غلام نبی صاحب خطیب جامع مسجد سبزی منڈی لائل پور

مکتبہ مہریہ رضویہ نزد جامع مسجد نور ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

اپنے شہر کے ہر اسلامی کتب فروش سے طلب کر سکتے ہیں

فہرست مضامین

کچھ مصنّف کتاب کے متعلق

—— از ——

حضرت مولانا علامہ الحاج محمد شریف صاحب مدظلہ العالی مہتمم جامعہ نقشبندیہ جماعتیہ رضویہ ڈسکہ

اعلیحضرت عظیم البرکت امام اہلسنت قدس سرہٗ

اس رسالہ مبارکہ کے مصنف و مؤلف کی ولادت باسعادت ہندوستان کے صوبہ یوپی کے شہر بریلی کے محلہ جسولی میں دس شوال ۱۲۷۲ھ بمطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء بوقت ظہر اپنے آبائی مکان میں ہوئی جس میں آپ کے جدامجد حضرت عارف باللہ شاہ رضا علیخاں صاحب قدس سرہٗ قیام پذیر تھے۔ آپ کا اسم گرامی محمد اور عام پکارنے کے لیے احمد رضا رکھا گیا اور تاریخی نام مبارک آپ کا المختار ۱۲۷۲ھ ہے۔ لیکن اعلیحضرت مجدد دین و ملت قدس سرہ نے اپنی تاریخ ولادت اس آیت مبارکہ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِىْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ سے تخریج فرمائی ہے۔ آپ کے جدامجد جید عالم عارف باللہ ولی کامل صاحب کرامات اور اسی طرح آپ کے والد ماجد حضرت علامہ فہامہ امام اہل سنت مولانا محمد نقی علیخاں صاحب قدس سرہ بھی زبردست عالم کامل عارف اور بے نظیر مناظر تھے۔ آپ نے بہت سی کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ ان میں سے جواہر البیان فی اسرار الارکان مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ لاہور نے طبع کرا کے اہل سنت پر احسان عظیم کیا ہے یہ کتاب دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے پڑھنے والے کے دل میں ایک ایک لفظ اُترتا جاتا ہے۔ اعلیحضرت قدس سرہٗ ایسے پاکیزہ علمی گھرانہ میں پیدا ہوئے۔ اس لیے آپ مادرزاد ولی اور عارف باللہ تھے۔ آپ نے تقریباً تمام علوم و فنون اپنے والد ماجد سے پڑھے اور حاصل

کیئے آپ نے تیرہ برس دس ماہ کی عمر میں صرف، نحو، ادب، حدیث، تفسیر، کلام اصول و معانی و بیان، تاریخ و جغرافیہ، حساب، منطق، فلسفہ، ہیئت وغیرہ جمیع علومِ دینیہ عقلیہ و نقلیہ کی تکمیل فرما کر ۱۴ شعبان المعظم ۱۲۸۶ھ کو سند فراغت حاصل کی اور دستارِ فضیلت زیب سر فرمائی۔ اسی روز سب سے پہلا فتوے جو پیش ہوا وہ یہ تھا کہ اگر بچے کی ناک میں کسی طرح دودھ چڑھ کر حلق میں پہنچ گیا تو کیا حکم ہے؟ آپ نے بڑے محققانہ انداز میں اس کا جواب تحریر فرمایا کہ منہ یا ناک سے عورت کا دودھ جو بچے کے پیٹ میں پہنچے گا حرمت رضاعت لائے گا آپ کے والد ماجد نے آپ کا تحریر کردہ فتویٰ پڑھ کر سینے سے لگا لیا اور اس زمانہ کے علماء آپ کی یہ عمر اور آپ کا بلند پایہ تحقیقی فتویٰ دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئے۔ چنانچہ آپ کے والد ماجد نے آپ کی خداداد قابلیت کو دیکھ کر آپ کو مسند افتاء پر بٹھا دیا۔ اعلیحضرت عظیم البرکت قدس سرہٗ اپنے زمانہ کے ایسے عالم اور عارف ہوئے ہیں کہ علماء و فضلاء و عرفاء و اولیاء دور دور سے آپ کی زیارت اور علمی استفادہ کے لیئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے آپ ان سے ادب سے پیش آتے حتی المقدور خدمت بجالاتے کھانا کھلاتے وقت اپنے دست مبارک سے ان کا ہاتھ دھلاتے۔ ہزاروں بزرگان دین اور مردان حق غائبانہ شیدائی تھے آپ کی جلالت علمی کے پیش نظر عرب و عجم کے علماء و فضلاء نے آپ سے نسبت حاصل کرنے کے لیئے زانو تلمذ تہ کیا اور سند حدیث لی۔ اور آپ کے دست مبارک پر بیعت ارادت کی۔ اور آپ کو اس صدی کا مجدد برحق تسلیم کیا۔ آپ نہ صرف علوم متداولہ جو درس نظامیہ میں پڑھائے جاتے ہیں کے عالم تھے بلکہ ان کے علاوہ کئی اور علوم مثلاً علم جفر تکسیر، استخراج، تاریخ، ریاضی، ہندسہ و نجوم وغیرہم کے بھی ماہر تھے تقریباً پچاس علوم میں تصانیف مبارکہ ملتی ہیں۔ مولا کریم نے آپ کو بلا کی ذہانت اور حافظہ کی قوت عطا فرمائی ہوئی تھی کہ جو کتاب ایک مرتبہ آپ کی نظر مبارک سے

گزر باقی عمر بھر اس کے صفحے اور سطریں تک یاد رہتیں۔ بعض احباب اپنے حُسنِ ظن کی بنا پر آپ کو حافظ بھی لکھ دیتے تو آپ کو خیال لاحق ہوا کہ میں حافظ تو ہوں نہیں اور احباب مجھے حافظ قرآن سمجھتے ہیں۔ لہٰذا آپ نے ان کے حسنِ ظن کو درست ثابت کرنے کے لیے قرآن مجید حفظ کرنا شروع فرمایا تو ایک ماہ میں بحمدہٖ تعالےٰ قرآن مجید حفظ فرما لیا اس سے آپ کے حسنِ عمل اور خلوصِ نیت اور صفائی باطن کا پتہ چلتا ہے کہ آپ کو ہر عمل میں خدا کی رضا اور خوشنودی مطلوب تھی۔ اس طرح کہ حضرت امام الہمام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ آدھی رات کے بعد خدا کی عبادت اور بندگی کے لیے اُٹھتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ تشریف لے جا رہے تھے۔ کسی شخص نے آپ کی طرف اشارہ کرکے لوگوں کو کہا یہ امام صاحب ساری رات خدا کی یاد کے لیے بیدار رہتے ہیں آپ نے اس دن سے عہد کر لیا کہ آئندہ ساری رات اللہ کی یاد میں بیدار رہوں گا۔ کیونکہ جو وصف مجھ میں نہ ہو اور خدا کی مخلوق مجھے اس کے ساتھ موصوف کرے تو یہ خدا کی بارگاہ میں بُرا اور اس کی ناراضگی کا سبب ہوگا۔ اعلیحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ بارگاہِ رسالت کے صاحبِ حضوری تھے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ آپ کی مضبوط نسبت اور بڑا گہرا رابطہ اور تعلق تھا۔ آپ کی مُبارک زندگی کے ایسے ایسے واقعات اور حالات ملتے ہیں جن سے عقل حیران رہ جاتی ہے کہ اللہ تعالےٰ کا آپ پر کتنا بڑا فضل اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی آپ پر کس قدر نوازشات ہوئیں ہیں۔ ایک مرتبہ تمام ملک میں طاعون کی وبا پھیلی ہر شہر سے روزانہ سینکڑوں جنازے نکلتے کوئی گھر خالی نہ رہا جس میں کوئی موت واقعہ نہ ہوئی۔ انہی ایام میں آپ نے اعلان فرمادیا کہ میری موت طاعون سے ہرگز نہیں ہوگی اس لیے کہ میں نے مطعون یعنی طاعون کی مرض میں مبتلا شخص کو دیکھ کر حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشاد فرمودہ دُعائیہ کلمات اَلحَمدُ لِلّٰہِ الَّذِی عَافَانِی مِمَّا ابتَلَاکَ وَفَضَّلَنِی

عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا پڑھ لیے ہیں اور آپ کا ارشاد ہے جو کوئی کسی مرض اور آفت میں مبتلا شخص کو دیکھ کر یہ کلمات پڑھ لے وہ ہرگز اُس مرض یا آفت میں مبتلا نہیں ہوگا۔ یہ واقعہ مجھے حضرت فقیہ اعظم اشرف المحدثین سیدی مولانا محمد شریف صاحب کوٹلوی سیالکوٹی نقشبندی مجددی قادری رضوی قدس سرہٗ نے بیان فرمایا جو کہ اعلیٰحضرت قدس سرہ کے خلفاء میں سے تھے اور حضرت قبلہ سیدی محدّث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد صاحب قادری رضوی قدس سرہٗ لائل پوری جو پچیس سال تک اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے آستانہ عالیہ بریلی شریف میں صدر مدرس کی حیثیت میں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے انہوں نے فرمایا کہ آپ کو انہی ایام میں ایک گلٹی نکلی جس کی آپ کو سخت تکلیف تھی۔ ڈاکٹروں نے کہا کہ یہ وہی طاعون کی گلٹی ہے۔ صبح تک آپ کی موت یقینی ہے لیکن آپ نے یہ سُن کر قطعاً اس طرف خیال تک نہ کیا بلکہ آپ رات کو تکلیف کی حالت میں یہ پڑھتے رہے اَللّٰھُمَّ صَدِّقِ الْحَبِیْبَ وَکَذِّبِ الطَّبِیْبَ یعنی اے اللہ اپنے حبیب کی سچائی کو ظاہر فرما اور طبیب کو جھوٹا ثابت کر۔ چنانچہ صبح تک اس گلٹی کا نام و نشان تک باقی نہ رہا۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ حج کے لیے روانہ ہوئے واپسی پر جہاز طوفان میں گھر گیا۔ کپتان مایوس ہوگیا اُس نے اعلان کر دیا کہ حجاج کرام جہاز سخت خطرے میں ہے اس لیے آپ سب اپنے اپنے کفن پہن لو یہ اعلان سُن کر سب حجاج سخت پریشان ہوئے۔ میری والدہ مجھے دیکھ دیکھ کر رونے لگی۔ میں نے اپنی والدہ قبلہ سے عرض کیا کہ آپ بالکل نہ گھبرائیں۔ والدہ نے رو کر مجھے فرمایا۔ بیٹا احمد رضا مجھے اپنی جان کا تو کوئی غم نہیں مجھے تمہارا غم ہے حضرت فرماتے ہیں میں نے اپنی والدہ صاحبہ سے عرض کیا کہ اماں جان جہاز کا کپتان اگر مایوس ہوگیا ہے تو پروا نہیں، لیکن میں اپنے مولا کریم کے فضل و کرم اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالٰے علیہ وآلہ وسلم کی رحمت سے ہرگز

مایوس نہیں ہوں کیونکہ جہاز میں سوار ہوتے وقت میں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق یہ آیہ کریمہ سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ پڑھ کر سوار ہوا تھا اور حضور ہی کا ارشاد ہے کہ جو کشتی اور جہاز پر سوار ہوتے وقت یہ پڑھ لے گا تو وہ جہاز نہ تو ڈوبے گا اور نہ تباہ و برباد ہوگا۔ اس لیے اب زمانہ بدل سکتا ہے لیکن یہ جہاز نہیں ڈوب سکتا۔ بس پھر کیا تھا تھوڑی دیر کے بعد جہاز کے کپتان اور عملہ جہاز کی طرف سے مبارکبادی کی صدائیں آنے لگیں کہ اے حجاج کرام مبارک ہو ہمارا جہاز خطرہ سے نکل گیا اور ہم سب تباہی سے بچ گئے۔ آپ کی تصانیف مبارکہ کے پڑھنے کے بعد یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ آپ جس طرح ظاہری علوم کے بادشاہ تھے اسی طرح آپ علوم باطنیہ کے بھی امام تھے چنانچہ زیر نظر رسالہ مبارکہ "نقاء السلافہ فی احکام البیعۃ والخلافہ" جس کی اشاعت کا فخر مکتبہ مہریہ رضویہ کو حاصل ہو رہا ہے۔ اس کے مطالعہ سے آپ کو معلوم ہوگا کہ اپنے موضوع پر یہ واحد رسالہ ہے۔ جن مسائل پر آپ نے اس میں روشنی ڈالی ہے۔ آپ کو اس کے سوا بڑی بڑی مبسوط کتب تصوف میں نظر نہیں آئیں گے۔ آپ کو یوں معلوم ہوگا گویا صفحہ قرطاس پر الفاظ کی شکل میں جواہرات بکھرے ہوئے ہیں۔ کتاب کے پڑھنے سے مصنف علیہ الرحمۃ اور اراکین مکتبہ مہریہ رضویہ متصل جامع مسجد نور کالج روڈ ڈسکہ ضلع سیالکوٹ کے حق میں بے ساختہ دعا نکلتی ہے۔ جنہوں نے اس کی اشاعت فرما کر اہل سنت پر عموماً اور اہل طریقت پر خصوصاً احسان فرمایا ہے فَجَزَاھُمُ اللہُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ بِجَاہِ حَبِیْبِہِ الْمُصْطَفٰی وَرَسُوْلِہِ الْمُجْتَبٰی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَالتَّحِیَّۃُ وَالثَّنَاءُ۔

مسئلہ ۲۵ - جمادی الاولیٰ ۱۳۱۸ھ

زید کہتا ہے کہ میں مسلمان اور مسلمان کے یہاں پیدا ہوا روز پیدائش سے طریقۂ اسلام پر اہلسنت والجماعت کا پیرو غیر طریقے کی بیجا بات پر جو خلاف سنت ہے حجت کو تیار اور جو باتیں پیر بتاتا ہے وہ قرآن و حدیث سے بتاتا ہے وہ باتیں مجھ کو معلوم ہیں پہلے سے عمل کرتا ہوں اور نہیں بھی۔ پھر روز قیامت کو گروہ امتیان حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اٹھیں گے پھر کیا ضرورت ہے بیعت کرنے کی اور سلسلے میں آنے کی ایک فقرہ جواب اس خیال جاہلانہ کا لکھ دیجیے تاکہ وسوسہ شیطانی دل سے دور ہو جائے آئندہ توبہ و استغفار کریں بینوا توجروا۔

الجواب

قرآن و حدیث میں شریعت طریقت حقیقت سب کچھ ہے اور ان میں سب سے زیادہ ظاہر و آسان مسائل شریعت ہیں ان کی تو یہ حالت ہے کہ اگر ائمۂ مجتہدین اُن کی شرح نہ فرماتے تو علماء کچھ نہ سمجھتے اور علمائے کرام اقوال ائمہ مجتہدین کی تشریح و توضیح نہ کرتے تو ہم لوگ ارشاداتِ ائمہ کے سمجھنے سے بھی عاجز رہتے۔ اور اب اگر اہل علم عوام کے سامنے مطالب کتب کی تفصیل اور صورت خاصہ پر حکم کی تطبیق نہ کریں تو عام لوگ ہرگز ہرگز کتابوں سے احکام نکال لینے پر قادر نہیں ہزار جگہ غلطی کریں گے اور کچھ کا کچھ سمجھیں گے۔ اس لیے یہ سلسلہ مقرر ہے کہ عوام آجکل کے اہل علم و دین کا دامن تھامیں اور وہ تصانیف علمائے ماہرین کا اور وہ مشائخ فتوے کا اور وہ ائمہ ہدیٰ کا اور وہ قرآن و حدیث کا جس شخص نے اس سلسلے کو کہیں سے توڑا وہ اندھا ہے جس نے دامن ہادی

ہاتھ سے چھوٹا عنقریب کسی عمیق (گہرے) کنوئیں میں گرا چاہتا ہے امام اجل عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی میزان الشریعۃ الکبریٰ میں فرماتے ہیں۔

لو قدر ان اهل دور تعدوا
من فوقهم الی الدور الذی قبله
لانقطعت وصلتهم بالشارع و
لم یهتدوا لایضاح مشکل ولا
تفصیل مجمل و تأمل یا اخی لولا
ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ
وسلم فصل بشریعته ما اجمل فی
القرآن لبقی علی اجماله کما ان الائمة
المجتهدین لولم یفصلوا ما اجمل
فی السنة لبقیت السنة علی اجمالها
وهکذا الی عصرنا هذا الخ اسی
میں ہے کما ان الشارع بین لنا بسنته
ما اجمل فی القرآن وکذلك الائمة
المجتهدین بینوا لنا ما اجمل فی
احادیث الشریعة ولولا بیانهم
ذلك لبقیت الشریعة علی اجمالها
وهکذا القول فی اهل کل دور
بالنسبة للدور الذین قبلهم
الی یوم القیمة فان الاجمال لم
یزل ساریا فی کلام علماء الامة
الی یوم القیمة ولولا ذلك ماشرحت

اگر بالفرض اہل زمانہ تجاوز کرجائیں اپنے
اوپر والوں سے طرف اُس زمانہ کے کہ وُہ ان سے
پہلے ہو تو ان کا شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملنا
منقطع ہوجائیگا۔ اور وُہ مشکل کو واضح کرنے
اور مجمل کی تفصیل کی راہ نہ پائیں۔ غور کر اے
بھائی اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن
کے اجمال کی اپنی شریعت سے تفصیل نہ فرماتے
تو قرآن اپنے اجمال پر باقی رہتا جیسا کہ تحقیق
اگر ائمہ مجتہدین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت
کے اجمال کی تفصیل نہ کرتے تو سنت اپنے
اجمال پر باقی رہتی اور ایسے ہی ہمارے اس
زمانہ تک۔ اور میزان الکبریٰ میں ہی یہ بھی ہے
جیسا کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی سنت
کیساتھ قرآن مجید کے اجمال کی تفصیل کی ہے
اور ایسے ہی ائمہ مجتہدین نے ہمارے لئے
احادیث شریعت کے اجمال کا بیان فرمایا ہے
اور بالفرض انکا بیان نہ ہوتا تو شریعت اپنے
اجمال پہ باقی رہتی۔ اور یہی بات ہر اہل دور
کی بنسبت اپنے پہلے دور والوں کی ہے قیامت
تک۔ اس لئے کہ اجمال علماء امت کے کلام
میں قیامت تک جاری رہتا۔ اگر ایسا نہ ہوتا

الکتب ولا عمل علی الشروح حواشی کما مر — تو کتابوں کی شرحیں اور شرحوں پر حواشی نہ لکھے جاتے جیسا کہ گزر چکا۔ (ناشی)

غیر مقلدین اسی سلسلے کو توڑ کر گمراہ ہوئے اور نہ جانا کہ

ہمہ شیرانِ جہاں بستۂ ایں سلسلہ اند — روبہ از حیلہ چساں بگسلد ایں سلسلہ را

(مسلمانانِ حقانی)

جب احکام شریعت میں یہ حال ہے تو صاف روشن کہ دقائق معرفت بے مرشد کامل خود بخود قرآن وحدیث سے نکال لینا کس قدر محال ہے یہ راہ سخت باریک اور بے شمع مرشد نہایت تاریک ہے بڑے بڑوں کو شیطان لعین نے اس راہ میں ایسا مارا کہ تحت الثریٰ تک پہنچا دیا۔ تیری کیا حقیقت کہ بے رہبر کامل اُس میں چلے اور سلامت نکل جانے کا ادّعا کرے ائمۂ کرام فرماتے ہیں آدمی اگرچہ کتنا ہی بڑا عالم عامل زاہد کامل ہو اُس پر واجب ہے کہ ولی عارف کو اپنا مرشد بنائے بغیر اس کے ہرگز چارہ نہیں میزان الشریعۃ میں ارشاد فرمایا۔

فعلم من جمیع ما قررناہ وجوب اتخاذ الشیخ لکل عالم طلب الوصول الی شھود عین الشریعۃ الکبری ولو اجمع جمیع اقرانہ علی علمہ وعملہ وزھدہ وورعہ ولقبوہ بالقطبیۃ الکبری فان لطریق القوم شروطا لا یعرفھا الا المحققون منھم دون الدخیل فیھم بالدعاوی والاوھام وربما کان من لقبوہ بالقطبیۃ لا یصلح ان یکون مرید اللقطب الخ

پس معلوم ہوا اس تمام سے جو کہ ہم نے ثابت کیا ہے شیخ کے پکڑنے کا وجوب ہر عالم کیلئے جو طلب کرے عین شریعۃ الکبریٰ کے مشاہدہ تک پہنچنے کا اگرچہ اس کے تمام ہم عصر اُس کے علم و عمل اور زُہد و ورع پر جمع ہو جائیں اور اس کو قطبیت کبریٰ کا لقب دیں اس لئے کہ اس قوم (یعنی صوفیہ) کے طریق کی کچھ شرطیں ہیں جن کو کہ سوائے ان کے محققین کے کوئی نہیں پہنچان سکتا نہ کہ وہ لوگ جو صرف اپنے دعاوی اور اوہام کے ساتھ ان میں داخل ہو گئے ہیں۔ اور بسا اوقات جن کو انہوں نے قطب ہونے کا لقب دیا ہے وہ اس لائق نہیں ہے کہ کسی حقیقی قطب کا مرید ہو۔ (ناشی)

یہ اُس کے لیے ہے جو اس راہ کا چلنا چاہے۔ اور ہمت پست کوتاہ دست لوگ

اگر سلوک نہ بھی چاہیں تو انہیں توسّل کے لیے شیخ کی حاجت ہے۔ یوں اللہ عزوجل اپنے بندوں کو بس تھا۔ قال اللہ تعالیٰ الیس اللہ بکاف عبدہ کیا خدا اپنے بندوں کو کافی نہیں۔ مگر قرآن عظیم نے حکم فرمایا: وابتغوا الیہ الوسیلۃ اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈھو اللہ کی طرف وسیلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وسیلہ مشائخ کرام سلسلہ بہ سلسلہ جس طرح اللہ عزوجل تک بے وسیلہ رسائی محال قطعی ہے یونہیں رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تک رسائی بے وسیلہ دشوار عادی ہے۔ احادیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صاحبِ شفاعت ہیں اللہ عزوجل کے حضور وہ شفیع ہوں گے۔ اور اُن کے حضور علما و اولیا اپنے اپنے متوسلوں کی شفاعت کریں گے مشائخ کرام دنیا و دین و نزع و قبر و حشر سب حالتوں میں اپنے مریدین کی امداد فرماتے ہیں میزان الشریعۃ میں ارشاد فرمایا۔

قد ذکرنا فی کتاب الاجوبۃ	تحقیق ہم نے ذکر کیا ہے کتاب الاجوبۃ عن
عن ائمۃ الفقہاء والصوفیۃ ان	ائمۃ الفقہاء والصوفیہ میں کہ ائمہ فقہاء اور صوفیہ
ائمۃ الفقہاء والصوفیۃ کلہم	سب کے سب اپنے متبعین کی شفاعت
یشفعون فی مقلدیہم و یلاحظون	کریں گے۔ اور وہ اپنے متبعین اور مریدین کے
احدہم عند طلوع روحہ و عند	نزع کی حالت میں روح کے نکلنے اور منکر و
سؤال منکر و نکیر لہ و عند	نکیر کے سوالات نشر و حشر اور حساب اور
النشر والحشر والحساب والمیزان	میزانِ عدل پر اعمال تلنے اور پلِ صراط گزرنے
والصراط ولا یغفلون عنہم	کے وقت ملاحظہ فرماتے ہیں۔ اور تمام مواقف
فی موقف من المواقف الخ	میں سے کسی ٹھہرنے کی جگہ سے غافل نہیں ہوتے

اس محتاج بے دست و پا سے بڑھ کر احمق اپنی عافیت کا دشمن کون جو اپنی سختیوں کے وقت اپنے مددگار نہ بنائے۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں استکثروا من الاخوان فان لکل مؤمن شفاعۃ یوم القیمۃ اللہ کے بکثرت

ف اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔

توسلاسل و اسانید اولیائے کرام کا کیا کہنا خصوصًا سلسلۂ عالیہ علیہ حضور پُر نور سیدنا غوث اعظم قطب عالم صلی اللہ تعالیٰ علےٰ جدہ الکریم و ابائہ الکرام و علیہ وسلم جو ارشاد فرماتے ہیں کہ میرا ہاتھ میرے مرید پر ایسا ہے جیسے زمین پر آسمان اور فرماتے ہیں۔ اگر میرے مرید کا پاؤں پھسلے گا میں ہاتھ پکڑ لوں گا اسی لیے حضور کو پیر دستگیر (ہاتھ پکڑنے والے) کہتے ہیں اور فرماتے ہیں اگر میرا مرید مشرق میں ہو اور میں مغرب میں ہوں اور اُس کا پردہ کھلے میں ڈھانک دونگا اور فرماتے ہیں مجھے ایک دفتر دیا گیا حدنگاہ تک کہ اس میں میرے مریدوں کے نام تھے قیامت تک اور مجھ سے فرمایا گیا۔ وھبتھم لک یہ سب ہم نے تمہیں دے ڈالے۔ رواھا عندا الائمۃ الثقات[ع] رضی اللہ تعالیٰ عنہم وعنا بھم امین واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ [۲]

مرسلہ حضور پُر نور مولٰنا حضرت سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب مارہری دامت برکاتہم ۱۲۹۸ھ یہ سوال چند امور متعلقہ خلافت وسجادہ نشینی حضرات اولیائے کرام سے استفسار تھا جس کے مقاصد تقریر جواب سے واضح ہیں۔

الجواب

الحمد للہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ المصطفیٰ والہ الکرام السادات الشرفا وصحابۃ العظام والاولیاء العرفا وعلینا معھم دائما ابدا۔

امّا بعد۔ خلافت حضرات اولیائے کرام نفعنا اللہ[ع] ببرکاتھم فی الدنیا والآخرہ دو[۲] طرح ہے عامہ اور خاصہ عامّہ یہ کہ مرشد مربی (تربیت دینے والا) اپنے مریدین اقارب اور اجانب سے جس جس کو صالح ارشاد ولایق تربیت سمجھے اپنا خلیفہ ونائب کرے اور اُسے اخذ بیعت وتلقین اذکار واشغال واوراد واعمال وتربیت طالبین

ع اس ارشاد کو معتمد آئمہ نے آپ سے روایت کیا ہے۔ ع نفع دے ہمکو اللہ تعالیٰ ان کی برکات سے دنیا اور آخرت میں۔

نیک بندوں سے رشتہ و علاقہ محبت پیدا کرو کہ قیامت میں ہر مسلمان کامل کو شفاعت دی جائے گی کہ اپنے علاقہ والوں کی سفارش کرے۔ رواہ ابن النجاری فی تاریخہ عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بالفرض معاذاللہ اور کچھ نہ ہوتا تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک اتصال سلسلہ کی برکت کیا تھوڑی تھی جس کے لیے علماء کرام آج تک حدیث کی سندیں لیتے ہیں یہاں تک کہ رتن ہندی وغیرہ کی اسانید سے طلب برکت کرتے ہیں امام ابن حجر عسقلانی اصابہ فی تمیز الصحابہ میں فرماتے ہیں

انبئت عن المحدث الرحال جمال الدین محمد بن احمد بن امین الاقشھری نزیل المدینۃ النبویۃ فی فوائد رحلتہ اخبرنا ابوالفضل والوالقاسم بن ابی عبداللہ بن علی بن ابراھیم بن عتیق اللوائی المعروف بابن الجبار العدوی فذکر بسندہ حدیثا عن خواجہ رتن قال وذکر خواجہ رتن بن عبداللہ انہ شھد مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخندق وسمع منہ ھذا الحدیث ورجع الی بلاد الھند ومات بھا وعاش سبعمائۃ سنۃ ومات سنۃ ست وتسعین وخمسمائۃ وقال الاقشھری وھذا السند یتبرک بہ وان لم یوثق بصحتہ

کوچ کرنے والے محدث جمال الدین محمد بن احمد بن امین اقشہری مدینہ منورہ میں رہائش پذیر سے خبر دیا گیا میں اپنی فوائد رحلت میں بیان کیا ہم سے ابوالفضل اور ابوالقاسم بن ابوعبداللہ بن ابراہیم بن عتیق اللوائی معروف ساتھ ابن جبار عدوی کے ذکر کیا اپنی سند حدیث حضرت خواجہ رتن سے فرمایا اور ذکر کیا خواجہ رتن بن عبداللہ نے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں غزوہ خندق میں حاضر ہوئے اور آپ نے اس حدیث کو سنا اور ہندوستان کے شہروں میں واپس آئے اور وہاں فوت ہوئے اور سات سو سال زندہ رہے۔ اور ۵۹۶ھ میں وفات پائی۔ اور اقشہری نے فرمایا۔ اس سند سے برکت حاصل کی جاتی ہے اگرچہ اس کی صحت کا وثوق و اعتماد نہیں ہے۔ (مناشئی)

وہدایت مسترشدین کے بے مثال خلافت کرامت فرمائے یہ معنے صرف منصب دینی ہے اور اس میں تعدد خلفا بیحد و انتہا جائز و واقع حضور سید العلمین مرشد الکل محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب صحابہ کرام بایں معنے حضور کے خلفا تھے اور اسی خلافت کو وراثت انبیاء سے تعبیر کیا گیا ہے اور بایں معنے علمائے دین ومشائخ کاملین اہل شریعت وطریقت تا بقیام قیامت سب حضرت رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ کے نواب خلفا ہیں اور یہ خلافت حیات متخلف (جس کا خلیفہ ہو) سے مجتمع ہوتی ہے کما لا یخفےٰ اور خاصہ یہ کہ اس مرشد مربی کے بعد وصال یہ شخص اس کی مسند خاص پر جس پر اس کی زندگی میں سوا اُس کے دوسرا نہ بیٹھ سکتا جلوس کرے اور تمام نظم ونسق ورتق و فتق و جمع وتقسیم وعزل ونصب خدام وتقدیم وتاخیر مصالح وتولیت اوقاف درگاہی وقوامت مصارف خانقاہی میں اُس کے جگہ قائم ہو یہ معنے بھی ہر چند باطن ان کا دین ہے مگر روئے ظاہر بسوئے دنیا رکھتے ہیں

کما قال سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجھہ فی خلافۃ سیدنا الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رضیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لدیننا افلا نرضاہ لدنیانا

جیسے حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کو ہمارے دین کیلئے پسند فرمایا تو بس ہم اس کو اپنی دنیا کیلئے کیوں پسند نہ کریں۔ (ناشر)

یہ خلافت خلافت وامامت کبریٰ سے بہت مشابہ ولہٰذا حیات متخلف سے مجتمع نہیں ہوتی۔ اسی کو سجادہ نشینی کہتے ہیں یہاں مرجع اول تصریح متخلف ہے کہ جس شخص کو وہ ولیعہد کرے یا اُس کے لیے قریب وصال وصیت کر جائے بشرطیکہ وہ وصیت شرعاً معتبر اور وصی مذکور اہل ولائق اور متعلق درگاہ کچھ اوقاف ہوں تو اُن کی تولیت کی بھی صلاحیت رکھتا ہو وہی سجادہ نشین قرار پائے گا اور باوجود اس کے نص مقبول ومعتبر شرعی کے کام کو ناتمام جان کر بحث ارباب شوریٰ واہل حل وعقد کے سامنے پیش نہ کریں گے کما فی الامامۃ

الکبریٰ والخلافۃ العظمیٰ[ع] اور مجرد تقریر و عدم انکار نص صریح کے مقابل خصوصاً جبکہ نص متاخر ہو ہرگز رنگ قبول نہیں پاسکتی مثلاً اگر کوئی شخص اُس مرشد مربی کے حضور کہے کہ بعد حضور زید سجادہ نشین ہے یا کسی شخص کی تحریر اس مضمون پر مشتمل اُس مرشد مربی کے سامنے پڑھی جائے اور وہ اُس قول یا تحریر کو سُن کر سکوت فرمائے بعدہٗ وصیت سجادہ نشینی بنام عمرو یا باشتراک زید و عمرو کرے تو یہ وصیت ہی معتبر ہوگی اور وہ سکوت بایہ اعتبار سے ساقط ہے گا

والدلیل علی ذٰلک فاصلتان من الفقہ الاولی لا ینسب الی ساکت قول والاخری ان الصریح یفوق الدلالۃ۔

اور دلیل اس پر دو قانون فقہ کے ہیں پہلا خاموش کی طرف کوئی قول منسوب نہیں ہوتا دوسرا تحقیق صریح دلالت پر راجح ہوتا ہے۔ (ناشی)

اور اگر نص صریح دو پائے جائیں ایک میں تصریح وصیت زید کے لیئے ہو۔ اور اور دوسرے میں عمرو خواہ دونوں کے لیئے اور ان میں ایک کی تاریخ دوسرے سے متاخر ہو تاہم دونوں نص معمول بہ (عمل کیا جائے گا) رہیں گے اور زید و عمرو دونوں وصی قرار پائیں گے ہاں اگر نص متاخر میں نص اول سے رجوع اور وصی پیشین کو معزول کیا ہے تو بیشک متاخر متقدم کا ناسخ ہو جائیگا۔

وھٰذا کما فی رد المحتار عن ادب الاوصیاء عن التتارخانیۃ اوصی الی رجل ومکث زمانا فاوصی الی آخر فھما وصیان فی کل وصایاہ سواء تذکر ایصاءہ الی الاول اونسیہ لان الوصی عندنا لا ینعزل مالم یعزلہ الموصی حتی لوکان بین وصیتیہ مدۃ سنۃ او اکثر لا ینعزل الاول عن الوصایۃ

اور یہ جیسا کہ رد المحتار میں ادب الاوصیاء سے وہ تاتارخانیہ سے کسی نے کسی مرد کو اپنا وصی (نائب) بنایا اور کچھ زمانہ ٹھہرا تو دوسرے مرد کو وصی (نائب) بنا دیا تو وہ دونوں اس کے تمام وصایا میں نائب ہونگے۔ برابر ہے کہ پہلے شخص کو نائب بنانا اسے یاد ہو یا بھول گیا ہو کیونکہ وصی (نائب) ہمارے مذہب میں جبتک وصیت کرنیوالا معزول نہ کرے معزول نہیں ہوتا حتی کہ دونوں وصیتوں کے درمیان مدت ایک برس یا زیادہ ہو جب بھی پہلا وصی (نائب) ہونے سے معزول نہ ہوگا۔

اور اگر اس کا نص نہیں تو اس درگاہ۔ دخانقاہ میں جو دستور قدیم چلا آیا ہے۔

[ع] جیسا کہ امامت کبریٰ اور بڑی خلافت میں۔

اُس پر کاربندی ہو گی یا اہل حل وعقد جس پر اتفاق کریں مگر اُن دونوں صورتوں میں یہ ضرور ہے
کہ شخص مذکور اُس مرشد مربی سے خلافت عامہ بطور مقبول رکھتا ہو ورنہ بسبب تعامل یا ہمارے
بلاد میں بوجہ عدم قضاۃ اتفاق ناس سے تولیت اوقاف اگرچہ صحیح ہو جائے مگر سجادہ نشینی
ہرگز درست نہ ہو گی کہ وہ خلافت خاصہ ہے اور کوئی خاص بے عام کے متحقق نہیں ہو سکتا
اور خلافت عامہ بے اجازت صحیحہ زنہار حاصل نہیں ہوتی۔ حضرت اسد العارفین سیدنا و مولنا حضرت
سید شاہ حمزہ عینی مارہری قدس اللہ تعالٰی سرہ الزکی اپنی بیاض شریف میں ارشاد فرماتے ہیں

معلوم باد کہ خلافت مشائخ کہ دریں ولایت
مروجست بر ہفت نوع ست بعضے ازاں
مقبول و بعضے ازاں مجہول اول اصالۃً دوم
اجازۃً سوم اجماعاً چہارم وراثۃً پنجم حکماً
ششم تکلیفاً ہفتم اویسیاً اما اصالۃً آنکہ
بزرگے بامر الٰہی شخصے را خلیفہ خود گیرد و جانشین
خود گرداند۔

(اقول وذلک کما فی الحدیث عنہ
صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ما قدمت ابابکر و
عمر ولکن اللہ قدمہما وعنہ صلی اللہ
تعالٰی علیہ وسلم سألت اللہ ثلثا
ان یقدمک یا علی فابی علی الا تقدیم
ابی بکر وقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم
یابی اللہ والمؤمنون الا ابابکر الی
غیر ذلک من الاحادیث رجعنا
الی کلام سیدنا حمزۃ قدس
سرہ العزیز) واجازۃً آنکہ شیخے مرید ے

معلوم ہو کہ مشائخ کی خلافت کہ اس ولایت
ہند و پاک میں مروج ہے سات قسموں پر ہے
بعض مقبول ہیں اور بعض مجہول۔ پہلی
اصالۃً ہے اور دوسری اجازۃً تیسری اجماعاً
چوتھی وراثۃً پانچویں حکماً چھٹی تکلیفاً ساتویں
اویسیاً۔ اصالۃً یہ کہ کوئی بزرگ اللہ [illegible] کے
حکم سے کسی شخص کو اپنا خلیفہ اور جانشین بنالے

(میں کہتا ہوں یہ اس طرح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کی حدیث میں ہے میں نے ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ [illegible] کو آگے نہیں
کیا بلکہ اللہ تعالٰی نے ان کو مقدم کیا ہے۔
اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ میں
نے اے علی رضی اللہ عنہ تمہارے بارے میں
اللہ تعالٰی سے تین
مرتبہ سوال کیا [illegible] کو مقدم کرے لیکن اللہ
تعالٰی نے ابوبکر رضی [illegible] عنہ کے سوا دوسرے
کو مقدم کرنے سے انکار فرمایا ہے اور فرمایا

را خواه وارث خواه بیگانه قابل کار دیده
برضا و رغبت خود خلیفه کرد۔
(اقول کاستخلاف امیر المؤمنین
علی المرتضیٰ امیر المؤمنین حسن بن علی رضی اللہ
تعالےٰ عنہما) واجماعاً آنکہ شیخے ازیں عالم نقل
کرد کسے را خلیفہ نگرفت قوم وقبیلہ وارثے یا
مریدے را بخلافت وے تجویز نمایند۔
(اقول کاستخلاف اہل الحل والعقد
امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ بعد شہادۃ
امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اما ایں
خلافت نزدیک مشائخ روا نیست وایں
نوع خلافت را خلافت افترائی گویند۔
(اقول یعنی لانعدام الخلافۃ العامۃ
المشروطۃ لصحۃ الخلافۃ الخاصۃ
فی باب الطریقۃ اما علی کرم اللہ
تعالیٰ وجہہ فقد کان من اجل
خلفاء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم) و دراشتہ آنکہ مشائخ
ازیں جہاں واگذشت وخلیفہ را بجائے خود
نگذاشت وارثے کہ شایان ایں امر بود
برجادہ او نشست وخود را خلیفہ گرفت۔
(اقول کخلافۃ الامیر معویۃ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد ابن عمہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ابوبکر صدیق رضی
اللہ عنہ کے سوا اور کو امام بنائے جانے پر اللہ تعالیٰ
اور مومن انکار کریں گے ان کے علاوہ دیگر
احادیث مبارک میں بھی یونہی آیا ہے۔ ہم
سیدنا حمزہ قدس سرہ کے کلام کی طرف رجوع
کرتے ہیں۔ اور اجماعاً یہ کہ کوئی شیخ کسی
مرید کو خواہ وہ وارث ہو یا بیگانہ کام کے لائق
دیکھ کر اپنی رضا و رغبت سے اپنا خلیفہ کر
دے (میں کہتا ہوں جس طرح امیر المومنین علی المرتضیٰ
رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر المومنین حسن بن
علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا)۔ اور اجماعاً یہ کہ
شیخ اس عالم سے انتقال کر جائے اور کسی
کو خلیفہ نہ بنائے قوم اور قبیلہ شیخ کے وارث
یا کسی مرید کو شیخ کا خلیفہ یعنی جانشین تجویز
کریں۔ (میں کہتا ہوں جس طرح اہل حل و عقد یعنی
اصحاب الرائے نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ
کی شہادت کے بعد حضرت امیر المومنین علی
کرم اللہ وجہہ کو خلیفہ بنایا) لیکن یہ خلافت
مشائخ کے نزدیک روا نہیں ہے۔ اور
اس قسم کی خلافت کو افترائی خلافت کہتے
ہیں۔ (میں کہتا ہوں یعنی بوجہ معدوم ہونے
اس خلافت عامہ کے جو کہ خلافت خاصہ کے
صحیح ہونے کیلئے شرط ہے۔ لیکن علی کرم

امیر المؤمنین الغنی قبل تفویض
الامام المجتبیٰ ایاہ وھذا ان ثبت
انّہ کان یدعی قبلہ انہ خلیفۃ
والا فقد صح انہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کان ینکر دعوی الخلافۃ
ویقول انی لاعلم انہ یعنی
علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ افضل
منّی واحق بالامر ولکن الستم تعلمون
ان عثمان قتل مظلوما وانا ابن عمہ
وولیہ اطلب بدمہ رواہ یحیی
بن سلیمٰن الجعفی شیخ البخاری
فی کتاب الصفین بسند جید عن
ابی مسلم الخولانی واما بعد تفویض
الامام المجتبیٰ ایاہ فلا شک انہ
امام حق وامیر صدق کما بینہ
العلامۃ ابن حجر المکی فی الصواعق
این نوع را مشائخ منظور نداشتہ اند و
احیاناً آن شیخ اورا درباطن امر فرماید روا
بود کہ نزد صوفیہ حکم ارواح جائز ست۔
اقول وہ یرجع الی الاویسیۃ کما
انّ سیدی ابا الحسن الخرقانی خلیفۃ
سیدی ابی یزید البسطامی قدس
اللہ تعالیٰ اسرارھما ولکن لا یسلم

اللہ تعالیٰ وجہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
جلیل القدر خلفاء سے تھے) اور وراثت یہ کہ
کوئی شیخ اس جہاں سے انتقال کر جائے اور
اپنی جگہ خلیفہ نہ چھوڑے کوئی اس بزرگ کا وارث
جو کہ اس امر خلافت کا اہل ہو وہ اس کی
جگہ بیٹھ جائے اور اپنے آپ کو خلیفہ بنائے
میں کہتا ہوں جیسے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
کی خلافت اُن کے چچا کے بیٹے امیر المومنین
عثمان الغنی رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت امام مجتبےٰ
حسن رضی اللہ عنہ کے سپرد کرنے سے پہلے اور
یہ تب ہے جبکہ ثابت ہو جائے کہ وہ خلافت
کا دعویٰ اس سے قبل کرے۔ اور تحقیق یہ
صحیح ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دعوی خلافت
کا انکار فرماتے تھے۔ اور فرماتے بیشک
میں جانتا ہوں کہ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ مجھ
سے افضل ہیں اور خلافت کے زیادہ حقدار
ہیں لیکن کیا تم لوگ جانتے نہیں ہو کہ تحقیق
عثمان رضی اللہ عنہ ظلماً قتل کئے گئے ہیں اور
میں ان کے چچا کا بیٹا انکا بھائی اور ان کا
ولی ہوں میں ان کے خون کا بدلہ طلب کرتا
ہوں۔ اس کو یحییٰ بن سلیمٰن الجعفی شیخ البخاری
نے سند جید کیساتھ ابومسلم الخولانی سے روایت
کیا۔ اور لیکن امام مجتبےٰ رضی اللہ عنہ نے جب

هٰذا الکل مدّع مالم نعلم ثقتہ و عدالتہ او یشہد لہ اہل الباطن (الی آخر ما افادہ و اجاد قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ العزیز)

ہاں بعد صحت خلافت عامہ تعامل و اجماع معتبر کافی ہے لان المعہود عرفا کالمشروط لفظا و ما رآہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن۔

امر خلافت ان کو تفویض یعنی سپرد کر دیا تو بیشک و شبہ وہ امام حق اور امیر صادق بنتے جیسا کہ اس کو علامہ ابن حجر مکی نے صواعق میں بیان فرمایا ہے) اس قسم کو مشائخ نے منظور نہیں رکھا۔ اور احیاناً کسی وقت وہ شیخ اسکو باطن میں حکم فرماویں تو جائز ہے اس لئے کہ صوفیہ کے نزدیک ارواح کا حکم جائز ہے۔ میں کہتا ہوں اس وقت حضرات اویسیہ کی طرف رجوع کیا جائیگا جیسا کہ حضرت سیدی ابو الحسن الخرقانی حضرت سیدی ابو یزید البسطامی قدس سرہما کے خلیفہ بنے لیکن یہ امر ہر مدعی سے تسلیم نہیں کیا جائیگا تاوقتیکہ ہم کو اس کی عدالت اور ثقہ ہونیکا علم نہ ہو۔ یا اہل باطن حضرات اس کے متعلق شہادت نہ دیں۔ یہاں سے آخر تک جو کہ حضرت مارہری قدس سرہ نے افادہ فرمایا اور اچھی باتیں فرمائیں۔ ہاں بعد صحیح ہونے خلافت عامہ تعامل یعنی خلیفہ جیسا معاملہ کرنا اور اجماع معتبر اور کافی ہے۔ اس لیئے کہ جو شے عرف میں معروف (مقرر) ہو وہ گویا لفظاً مشروط ہے (لفظوں میں شرط قرار دی گئی ہے) جو چیز کہ مسلمان اس کو اچھی دیکھیں تو وہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک بھی اچھی ہے۔ (ناشر)

ایسی جگہ عرف غالب یہی ہے کہ اکبر اولاد کو استحقاق ہوتا ہے اور اُس کے ہوتے دوسرا نہیں ہوسکتا۔ مگر جبکہ وہ اہلیت سے عاری ہو یا مستخلف (شیخ) صرف دوسرے کے نام یا دوسرے کو اُس کا شریک وسہیم بنا کر (یعنی حصہ دار بنا کر) وصیت معتبرہ کر جائے تو البتہ اس پر عمل سے چارہ نہیں اور جس طرح مستخلف کا کسی مصلحت شرعیہ کی بنا پر قرابت دار قریبہ کو بالکلیہ محروم کر دینا روا ہے یونہی دوسرے کو پیر بنائے مصلحت ا[illegible] ترجیح [illegible] کرنا اور وجوہ مصلحت سے ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ جب اس منصب شریف کا ایک رخ جانب دنیا اور دوسرا جانب دین ٹھہرا تو جو تنہا ایک امر میں رشد کافی رکھتا ہے اُس سے تمام انتظامات کا تکفل غیر مظنون دکفیل بننا غیر یقینی لہٰذا اگر مستخلف (شیخ) عارف بالمصالح (مصلحتوں کا عارف ہو) اپنے اقارب سے

ایک کا رشد ادھر اور دوسرے کا اُدھر زائد دیکھے تو کون مانع ہے کہ وہ عارف صاحب بصیرت وعالم بعواقب الامور ارشد فی الدین کو خلیفہ و بنظر جہت اخریٰ ارشد فی الدنیا[1] کو اس کا شریک و بازو کر دے تاکہ باتفاق آرا ایک ہیئت اجتماعیہ حاصل ہو کر اس منصب عظیم کے تمام اعباء کا تحمل بروجہ احسن ظہور میں آئے اور امامت کبریٰ میں جو تعدد ناجائز ہوا اُس کی وجہ ظاہر ہے کہ وہاں اثنینیت مظنۂ فتن عظیمہ و معارک ہائلہ ہے[2] کما لا یخفیٰ (جیسا کہ پوشیدہ نہیں) مثل مشہور دو بادشاہ در اقلیمے نگنجد (ایک ولایت میں نہیں سماتے) اور یہ خلافت ہر چند امامت کبریٰ سے بغایت مشابہ و لہٰذا وہ کثرت و تعدد جو خلافت اولیٰ میں واقع یہاں متصور نہیں لیکن تمام احکام میں اُس سے اتحاد نہیں رکھتی اسی لیے قرشیت مشروط نہ ہوئی اور جس مصلحت پر تمثیلا فقیر نے تقریر کی مثلاً اگر اثنینیت واقع ہو کوئی دلیل اُس کے بطلان پر ظاہر نہیں و من ادعی فعلیہ البیان (اور جو دعویٰ کرے اس پر بیان لازم ہے) اور صرف تولیت اوقاف میں تو اپنے محل پر تعدد نظار بدیہی الجواز ہے۔

اس میں شک نہیں کہ رسم سجادہ نشینی میں عام متوارث وحدت ہی (جو عام جاری رسم چلی آرہی ہے وہ وحدت ہے) اور بلا وجہ وجیہ اُس کی مخالفت نہ چاہیے مگر کلام اس میں ہے کہ جب مرشد مربی کہ اعرف بالمصالح و اعلم بالشان ہے دو کو جانشین فرما چکا تو اُس کے رد کی طرف کوئی سبیل نہیں ہاں صورت مذکورہ میں یوں سمجھ سکتے ہیں کہ ارشد فی الدین اصل جانشین اور دوسرا ناظر و مشرف (دیکھ بھال کرنے والا ہے) ہے

کما اشرنا الیہ واللّٰہ سبحانہ	جیسا کہ ہم نے اس کی طرف اشارہ کیا۔ اور
وتعالیٰ اعلم بالصواب وعندہ	اللہ بے عیب اور برتر صواب کو بہتر جاننے
ام الکتاب وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ	والا ہے اور اس کے پاس ہے اصل لکھا ہوا
سیدنا محمد وآلہ الاصحاب والخلفاء	اور درود بھیجے اللہ تعالیٰ ہمارے سردار

---

[1] معاملات کے نتائج کا جاننے والا دین میں سب سے زیادہ ہدایت والا اور سید ھے سے چلنے والا اور دوسری جہت کے لحاظ سے دینوی معاملات میں سب سے بہتر جاننے والا ہو۔

[2] دو کا ہونا بہت بڑے فتنوں کے پیدا ہونے اور تباہ کرنیوالے معرکوں کی جائے گاہ ہے ۱۲

والنواب والاتباع والاحباب۔ آمین۔ — محمد اور آل اور اصحاب اور خلفاء اور نائبین اور تابعین اور دوستوں پر۔ (ناشی)

مسئلہ مع رسالہ زیب غرفہ بغرض تصدیق دربارہ منع تعدد بیعت مرسلہ جناب مولوی محمد عبدالسمیع صاحب مرحوم مغفور مصنف رسالہ انوار ساطعہ از میرٹھ ۲۳ شوال ۱۳۰۹ھ

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الواحد الاحد المنزہ من کل شریک وعدد والصلوٰۃ والسلام علی النبی الاوحد وآلہ وصحبہ وتابعیھم فی الرشد من الازل الی ابد الابد (ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم کرنیوالا ہے۔ سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو کہ واحد احد ہے ہر شرک اور متعدد ہونے سے پاک ہے۔ ورحمت کاملہ اور سلامتی ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو یکتا ہیں مخلوق میں اور ان کی آل اور اصحاب اور ہدایت میں انکی اتباع کرنیوالوں پر ہو ازل سے لیکر ابد تک۔) بے ضرورت صحیحہ صادقہ ملجئہ فی الواقع (مجبور کرنیوالا) باوجود پیر غیر کے ہاتھ پر بیعت ارادت سے احتراز تام لازم سمجھے وھو المختار وفیہ الخیر وفی غیرہ ضیر ایما ضیر (یہی مختار اسمیں بہتری اس کے غیر میں نقصان ہے کامل نقصان) پریشان نظری وآوارہ گردی باعث محرومی ہے۔ والعیاذ باللہ رب العلمین۔

یا ھذا قرآن عظیم صاف صاف فرمارہا ہے کہ رجلا سلما لرجل (ایک غلام صرف (ایک مولا) ہی ہونا بھلا ہے۔

ھل یستوین مثلا الحمد للہ بل اکثرھم لا یعلمون۔ — کیا اُن دونوں کا حال ایک سا ہے سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں بلکہ اکثر ان کے نہیں جانتے۔ (ناشی)

یا ھذا پیر صادق قبلۂ توجہ ہے اور قبلہ سے انحراف نماز کو جواب صاف باآنکہ اینما تولوا فثم وجہ اللہ فرماتے ہیں۔ (تو تم جدھر منہ کرو اُدھر وجہ اللہ یعنی خدا کی رحمت تمہاری طرف متوجہ ہے) پھر بھی طالبان وجہ اللہ کو حکم یہی سناتے ہیں کہ

حَیْثُمَا کُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔ تم جہاں کہیں ہو پس اپنے چہروں کو مسجد حرام کی طرف پھیر لو۔ (رناشہ)

یہ محل محل تحری ہے اور صاحب تحری کا قبلہ قبلۂ تحری یاھٰذا ارباب وفا آقایان دنیا کا دروازہ چھوڑ کر دوسرے در پر جانا کور نمکی جانتے ہیں ؎

سر اینجا سجدہ اینجا بندگی اینجا قرار اینجا

ترجمہ شعر: سر اس جگہ ہے سجدہ اس جگہ بندگی اسجگہ قرار واطمینان اس جگہ ہے ۱۲

پھر احسانات دنیا کو احسانات حضرت شیخ سے کیا نسبت عجب اُس سے کہ محبت و اخلاص پیر کا دعویٰ کرے اور اُس کے ہوتے این وآن کا دم بھرے۔ ؎

چو دل با دلبری آرام گیرد ز وصل دیگرے کے کام گیرد
نہی صد دستہ ریحاں پیش بلبل نخواہد خاطرش جز نکہت گل!

ترجمہ: جب دل ساتھ ایک محبوب کے آرام پکڑے دوسرے کے ملنے سے کب مقصود پکڑیگا بلبل کے سامنے نیاز بو کے سو دستے رکھے تو لیکن پھول کی نکہت یعنی خوشبو کے سوا اُسکا دل نہیں چاہیگا۔

یاھٰذا فیض پیر من وسلوی ہے اور لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰی طَعَامٍ وَّاحِدٍ (ہم ہرگز ایک طعام پر صبر نہیں کر سکتے) کہنے کا نتیجہ بُرا فلا تکن اسرا ئیلیا وکن محمدیا یأتك رزقك بكرة وعشیا یاھٰذا (پس تو اسرائیلی نہ ہو تو محمدی بن تیرے پاس رزق صبح وشام آئیگا۔) باپ پدر گل ہے اور پیر پدر دل ہوئے مُعتق مشت خاک ہے اور پیر مُعتق جان پاک اہل ہوس کے زجر کو یہی حدیث بس ہے کہ جو اپنے باپ کے سوا دوسرے کو باپ بتائے یا اپنے مولے کے ہوتے غیر کو مولے بنائے اُس پر خدا و ملائکہ وناس سب کی لعنت اللہ تعالےٰ نہ اُس کا فرض قبول کرے نہ نفل۔

الائمۃ الخمسۃ عن امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالےٰ وجھہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من

پانچوں اماموں نے امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرمایا جو شخص اپنے باپ

ادعی الی غیر ابیہ او انتمی الی غیر موالیہ فعلیہ لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین لا یقبل اللہ منہ صرفا ولا عدلا۔

جو اپنے باپ کے سوا دوسرے کی طرف ادعا کرے یعنی کسی دوسرے کو باپ بنائے۔ یا اپنے مولیٰ کے سوا دوسرے کو اپنا مولیٰ بنائے تو اس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے نہ ان کا فرض قبول ہو اور نہ نفل۔ (ناشر)

جو لوگ سلاعبانہ ان حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں کیا خوف نہیں کرتے کہ مبادا بحکم قیاس جلی اس حدیث صحیح کی وعید شدید سے حصّہ پائیں یا ھٰذا سعادت مندان ازلی نے خود باوصف حکم پیر ترک پیر روانہ رکھا اور پھر ترک بھی کیسا کہ چشمہ کے پاس سے بحر زخار کی بندگی میں آنا با ایں ہمہ آستان پیر چھوڑنا گوارا نہ کیا اور اُن کا یہ ادب محبوبان خدا نے پسند فرمایا حضور پُرنور سید الاولیاء الکرام امام العرفاء العظام حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدی علی بن ہیتی قدس سرہ الملکوتی کے یہاں رونق افروز ہوئے حضرت علی بن ہیتی نے اپنے مرید خاص ولی با اختصاص سیدی ابوالحسن علی جوسقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حکم دیا کہ ملازمت اختیار کریں اور یہ پہلے فرما چکے تھے کہ میں حضور پُرنور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلاموں سے ہوں سیدی ابوالحسن قدس سرہ پیر سے یہ کچھ سُن کر اُس حکم پر رونے لگے اور آستانہ پیر چھوڑنا کسی طرح نہ چاہا۔ حضور غوث الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں روتا دیکھ کر فرمایا مایحب الا الثدی الذی رضع منہ جس پستان سے دودھ پیا ہے اُس کے غیر کو نہیں چاہتا اور انہیں حکم فرمایا کہ اپنے پیر کی ملازمت میں رہیں۔

اخرجہ سیدی الامام نور الدین ابو الحسن علی بن یوسف اللخمی قدس سرہ فی کتابہ بھجۃ الاسرار و معدن الانوار بسند صحیح عن سیدی ابی حفص عمر البزار قدس اللہ تعالیٰ سرہ المختار

سیدی امام نورالدین ابوالحسن علی بن یوسف اللخمی قدس سرہ نے اپنی کتاب بہجۃ الاسرار و معدن الانوار میں اس کو سند صحیح کی ساتھ سیدی ابو حفص عمر البزار (پاکیزہ کرے اللہ تعالیٰ ان کے بھید چنے ہوئے کو۔) سے اخراج کیا ہے یعنی بیان فرمایا اور روایت کیا ہے۔ (ناشر)

سیدی عارف باللہ امام اجل عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی میزان الشریعۃ الکبریٰ میں فرماتے ہیں۔

سمعت سیدی علیا الخواص رحمہ اللہ یقول امر علماء الشریعۃ الطالب بالتزام مذہب معین وعلماء الحقیقۃ المرید بالتزام شیخ واحد۔

یعنی میں نے اپنے سردار علی خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ کو فرماتے سنا کہ علمائے شریعت نے طالب کو حکم دیا ہے کہ مذہب ائمہ میں خاص ایک مذہب معین کی تقلید اپنے اوپر لازم کرے اور علمائے باطن نے مرید کو فرمایا ہے کہ ایک ہی پیر کا التزام رکھے۔ (انتہی)

اس کے بعد ولی موصوف قدس سرہ المعروف نے ایک روشن مثال سے اس امر کو واضح فرمایا ہے امام علامہ محمد عبدری مکی شہیر بابن الحاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدخل شریف میں فرماتے ہیں۔

المرید یعظم شیخہ ویؤثرہ علی غیرہ من صوفی وقتہ لان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول من رزق فی شیء فلیلزمہ الی آخر ما افاد واجاد ھذا مختصر

یعنی مرید اپنے پیر کی تعظیم کرے اور اسے تمام اولیائے زمانہ پر ترجیح رکھے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو کسی شے میں رزق دیا جائے چاہیئے کہ اسے لازم پکڑے۔ (انتہی)

اُسی میں ہے۔

المرید لہ اتساع فی حسن الظن بہم وفی ارتباطہ مع شخص واحد یعول علیہ فی امورہ ویحذر ان تنقضی اوقاتہ بغیر فائدۃ

مرید کے لیے وسعت اس میں ہے کہ اپنے زمانہ کے تمام مشائخ کے ساتھ گمان نیک رکھے اور ایک شیخ کے دامن سے وابستہ ہو رہے اور اپنے تمام کاموں میں اُس پر اعتماد کرے اور بیفائدہ تضییع اوقات سے بچے۔ (انتہی)

فائدہ:- یہ حدیث کہ امام ممدوح نے معضلاً ذکر کی حدیث حسن ہے

اخرجہ البیہقی فی شعب الایمان بسند حسن عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ وھو عند ابن ماجۃ من حدیثہ ومن حدیث ام المومنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالٰی عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلّم بلفظ من بورک لہ فی شیئ فلیلزمہ ورأس سے یہ استنباط عجب نفیس وأحسن والحمد للہ علی مارزق ومن والصلاۃ والسلام علی رسولہ الامن وآلہ وصحبہ وکل من امن واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم وحکمہ عزشانہ احکم۔	اخراج کیا اس کو بیہقی نے شعب ایمان میں سند حسن کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اور یہی روایت ابن ماجہ کے نزدیک آپ کی حدیث اور حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے کہ جس کو جس کسی شے میں برکت دی گئی ہو تو چاہیے اُسے لازم پکڑے۔ اور سب خوبیاں اللہ کے لیے ہیں اس کے عطا فرمانے اور احسان کرنے پر اور صلوٰۃ وسلام ہو اس کے ایسے رسول پر جو سب سے زیادہ احسان کرنے والے ہیں اور انکی آل اور اصحاب اور اس پر جو ایمان لائیں۔ اور

اللہ تعالٰی خوب جانتا ہے اور اسکا علم پورا ہے اور اسکا حکم مضبوط ہے۔ (تا شمہ)

مسئلہ ۴

۱۵۔ شوال ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے اور اپنی کتاب میں لکھتا ہے من لا شیخ لہ فی الدنیا فشیخہ شیطان فی الآخرۃ یعنی جس شخص کا شیخ نہیں ہے بیچ دنیا کے پس شیخ ہے واسطے اُس کے شیطان بیچ آخرت کے یعنی قیامت کے روز گروہ شیطان میں شیطان کے ساتھ اُٹھایا جائے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الشیخ فی قومہ کالنبی فی الامۃ یعنی شیخ بیچ قوم اپنی کے مثل نبی کے ہے بیچ امت اپنی کے یعنی جس طرح نبی سے ہدایت امت کی ہوتی ہے اُسی طرح شیخ یعنی مرشد سے مرید کو ہدایت ہوتی ہے

جس قوم پر نبی نہیں آیا ہے وہ قوم گمراہ ہے ایسا ہی جو شخص بے پیر ہے وہ گمراہ ہے حضرت شیخ المشایخ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے راحت القلوب میں ارقام فرمایا ہے جو شخص پلیہ دامن اولیا راللہ میں نہیں ہے یعنی بے پیر ہے وہ شخص دائرہ اسلام سے باہر ہے یہاں تک کہ بندگی اُس کی قبول نہیں ہوتی نماز روزہ اُس کا ایسا ہے جیسا چراغ بے روغن کے اور بعض حضرات صوفیہ کرام نے فرمایا ہے بے پیرے کے سلام کا جواب ھداک اللہ دینا چاہیئے بس کسی نے علیک جواب بے پیر کو جانکر دیا اُس نے ساتھ شیطان کے آشنائی کی بیت

اگر بے پیر کارے پیش گیرد ہلاکی راز بہر خویش گیرد

ترجمہ: اگر بغیر پیر کے کوئی کام پکڑے تو وہ ہلاکت کو اپنے لیئے پکڑے گا۔

مصرع بنا گرو کی مالا جپنا جنم اکارت جائے۔

یعنی: پیشوا اور شیخ کے سوا تسبیح پھیرنا اور ورد و وظیفہ کرنا زندگی برباد کرنے کے برابر ہے۔

اور بکر کہتا ہے کہ میں کسی شخص سے بیعت نہیں ہوں اور نماز پڑھنا اور روزہ رکھتا ہوں ور احکامات شرع شریف اور کلام مجید کو اور جو علمائے دین فرماتے ہیں برحق جانتا ہوں لیکن کسی پیر فقیر کا مرید نہیں ہوں اور نہ مرید ہونے کو بُرا کہتا ہوں تو اس صورت میں بموجب کہنے زید کے بکر کی کوئی عبادت کسی قسم کی درگاہ باری تعالیٰ میں قبول نہیں سب عبادت بکر کی بلا مرید ہوئے برباد گئی اور سلام علیک بکر سے ناجائز ٹھہری اور بکر دائرہ اسلام سے خارج ہوگیا اور گروہ شیاطین کے ساتھ بکر کا حشر ہوگا تو اس صورت میں بکر کیا کرے۔

الجواب

شیخ یعنی مرشد رہنما ہادی راہ خدا دو طور پر ہے عام و خاص عام ہادی کلام اللہ کلام ائمہ شریعت و طریقت کلام علمائے ظاہر و باطن ہے اسی سلسلۂ صحیحہ پر کہ عوام کا ہادی کلام علماء علما کا رہنما کلام ائمہ کا مرشد کلام رسول رسول کا پیشوا کلام اللہ اور خاص یہ کہ زید کسی خاص بندۂ خدا ہادی مہتدی قابل پیشوائی و ہدایت جامع شرائط بیعت کے ہاتھ پر بیعت کرے اور اپنے اقوال و افعال و حرکات و سکنات میں اُس کی ہدایات مطابقہ شریعت

وطریقت کا پابند رہے شیخ و مرشد یعنے اول ہر شخص کو ضرور اور ایسا بے پیر قطع الاسلام سے دور اس کی عبادت تباہ و مہجور اور اُس سے ابتدا بسلام ممنوع و محظور اور روز قیامت تمامت گروہ شیطان میں محشور قال اللہ تعالیٰ یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ جس دن ہم ہر گروہ کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے جب اس شخص نے ائمہ ہدیٰ کو اپنا پیشوا امام نہ بنایا تو امام ضلالت یعنی شیطان لعین کا مُرید ہوا لاجرم روز قیامت اُسی کے گروہ میں اٹھے گا والعیاذ باللہ سُبْحٰنَهٗ وَتَعَالٰى مگر کلمہ گویوں میں اس طرح کے بے پیر ہے چار قسم کے گروہ ہو سکتے ہیں اوّل وہ کافر جو سرے سے قرآن و حدیث ہی کو نہ مانے جیسے نیچری کہ حدیث کو صراحۃً مردود و بے سود بتاتے ہیں اور قرآن کے یقینی قطعی معانی حق کو رد کر کے بے دل سے گڑھکر کہانی پہیلی بناتے ہیں لَعَنَهُمُ اللّٰهُ لَعْنًا كَبِيْرًا۔ دوم غیر مقلد کہ بظاہر قرآن و حدیث کو ماننے اور ارشادات ائمہ دین و حاملان شرع متین کو باطل و نامعتبر جانتے ہیں سلسلہ بیعت توڑ کر براہ راست خدا و رسول سے ہاتھ ملایا چاہتے ہیں وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ۝ (اور عنقریب جان لینگے ظالم کیسا پلٹنا پلٹینگے) سوم وہابیہ مقلدین کہ اگرچہ بظاہر فروع فقہیہ میں تقلید ائمہ کا نام لیتے ہیں مگر اصول و عقائد میں صراحۃً سواد اعظم کے خلاف چلتے ہیں اور مقامات و مناصب و تصرفات و مراتب اولیائے کرام کے نام سے جلتے ہیں چہارم اسی طرح تمام طوائف ضالّہ بد مذہب گمراہ رافضی خارجی معتزلی قدری جبری وغیرہم خذلہم اللہ کہ ان سب نے راہ ہدیٰ چھوڑ کر اپنی ہوا کو امام بنایا اور اپنا سلسلۂ بیعت شیطان لعین سے جا کر ملایا۔ قال اللہ تعالیٰ :۔

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ — کیا تو نے دیکھا وہ شخص جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود ٹھہرایا۔ (ناشر)

بالجملہ کلمۂ جامعہ یہی ہے کہ جو اہل اہوا ہیں یعنی مخالفان اہلسنت و جماعت وہی اس معنے پر بے پیر صادق اور ان تمام احکام کے ٹھیک مستحق ہیں قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ (اللہ تعالیٰ ان کو ہلاک کرے کہاں اوندھے پھرتے ہیں) سُنّی صحیح العقیدہ کہ ائمہ ہدیٰ کو مانتا تقلید ائمہ ضروری جانتا اولیائے کرام کا سچا معتقد تمام عقائد میں راہِ حق پر مستقیم وہ ہرگز بے پیر

نہیں وہ چاروں مرشدانِ پاک یعنی کلامِ خدا و رسول و ائمہ و علمائے ظاہر و باطن اُس کے پیر ہیں۔ بلکہ اگر اسی حالت پر ہے تو مثل اور لاکھوں مسلمانانِ اہلسنت کے اس کا ہاتھ شریعت مطہرہ کے ہاتھ میں ہے اگرچہ بظاہر کسی خاص بندۂ خدا کے دست مبارک پر شرف بیعت سے مشرف نہ ہوا ہو ۔

عہدِ ما بالب شیریں دہناں بست خدائے ۔۔۔ ماہمہ بندہ وایں قوم خداوندانند!

(ترجمہ:۔ ہمارے عہد کو میٹھے منہ والے لوگوں سے خدا نے باندھ دیا ہے ہم سب بندے ہیں اور یہ لوگ آقا و مولے ہیں۔) شیخ و مرشد بمعنی دوم سے بھی اُس شخص کو چارہ نہیں جو سلوک راہ طریقت چاہے یہ راہ ایسی نہیں کہ آدمی اپنی رائے سے یا کتابیں دیکھ بھال کر چل سکے اس میں ہر شخص کو نئے مشکلات اپنی اپنی قابلیت وحالات کے لائق پیش آتے ہیں جن کی عقدہ کشائی بے توجہ خاص رہبر کامل نہیں ہو سکتی مگر اس کے ترک پر وہ جبرونی احکام لگا دینا محض باطل و کذب عاطل و ظلم صریح اور دین الٰہی پر افترائے صحیح ہے اول تو اس راہ کے قاصد اقل قلیل اور جو طلب بھی کرے اُسے اس زمانہ تاریکی وظلمت وغیبت اکثر اصحاب ولایت وہجوم دنیا طلبان ریا خصلت میں شیخ کامل ہر وقت میسر آنا مشکل ہے ؎

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست ۔۔۔ پس بہر دستے نباید داد دست

(ترجمہ:۔ یعنی بہت سے ابلیس صفت شکل وصورت میں آدمی ہیں پس ہر ہاتھ میں ہاتھ نہیں دینا چاہیئے) ہزاروں علماء و صلحا گزرے کہ بظاہر اس خاص طریقہ بیعت میں اُن کا انسلاک ثابت نہیں کیا معاذ اللہ انہیں اُن سخت احکام کا مصداق کہا جا سکتا ہے۔ اور جو منسلک بھی ہوئے کیا سب ہوش سنبھالتے ہی منسلک ہوگئے تھے حاشا بلکہ بہت اُس وقت جبکہ علم ظاہر میں پایۂ عالیہ امامت تک پہنچ چکے تھے کیا اُس وقت تک عیاذاً باللہ اُن احکام کے مستحق تھے یہ سخت جہالت فاضحہ بلکہ ضلالت واضحہ ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

پہلی حدیث جو زید نے بیان کی کلام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اس کا نشان نہیں ہاں قول اولیا ہے اور دوسری حدیث الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ (شیخ اپنی قوم میں ایسا ہے جیسا کہ نبی اپنی اُمت میں)، جسے ابن حبان نے کتاب الضعفا اور دیلمی نے

مسند الفردوس میں حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا اگرچہ امام ابن حجر عسقلانی اور اُن سے پہلے ابن تیمیہ نے موضوع اور امام سخاوی نے باطل کہا مگر صنیع امام جلیل جلال سیوطی سے ظاہر کہ وہ صرف ضعیف ہے باطل و موضوع نہیں انہوں نے یہ حدیث دو وجہ سے جامع صغیر میں ایراد فرمائی۔

حیث قال الشیخ فی اھلہ کالنبی فی امتہ الخلیل فی مشیختہ و ابن النجار عن ابی رافع الشیخ فی بیتہ کالنبی فی قومہ حب (ای ابن حبان فی الضعفا والشیرازی فی الالقاب عن ابن عمر۔

جیسے فرمایا کہ شیخ اپنے اہل یعنی اپنی قوم میں ایسے ہے جیسا کہ نبی اپنی اُمت میں۔

(ناشر)

اور خطبۂ کتاب میں وعدہ فرمایا ہے کہ اس میں کوئی حدیث موضوع نہ لاؤنگا۔

حیث قال ترکت القشر واخذت اللباب وصنتہ عما تفرد بہ وضاع او کذاب۔

چھلکے کو چھوڑا میں نے اور مغز کو لیا میں نے اور جس چیز کیساتھ گھڑنے والا یا جھوٹ بولنے والا اکیلا ہوا اس سے بچایا میں نے۔

مگر اُس سے اس قدر ثابت کہ ہادیان راہ خدا کی اطاعت لازم ہے اس میں کیا کلام ہے اس کے لیے خود آیہ کریمہ

اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم

اطاعت کرو تم اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے صاحب امر اصحاب کی۔ (ناشر)

کافی ہے قول اصح وارجح پر اولی الامر سے مراد علمائے دین ہیں کہ علمائے شریعت وطریقت دونوں کو شامل اس سے زیادہ یہ معنے اُس کے لینا کہ جس نے بیعت ظاہری کسی کے ہاتھ پر نہ کی وہ گمراہ ہے ہرگز مفاد حدیث نہیں یہ افترا و تہمت یا جہل و سفاہت ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ ہاں بیعت و امامت کبری کے لیے بیشک صحیح حدیث میں ارشاد ہوا۔

من خلع یدا من طاعۃ لقی

جس نے کھینچا ہاتھ کو اطاعت سے ملیگا

الله یوم القیمۃ ولا حجۃ لہ ومن مات ولیس فی عنقہ بیعۃ مات میتۃ جاھلیۃ رواہ مسلم عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

اللہ تعالیٰ کو اس حال میں کہ اس کے پاس قیامت کے دن کوئی دلیل نہ ہوگی، اور جو مر جائے اس حال میں کہ اس کی گردن میں بیعت کا پٹکا نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ روایت کیا اس کو مسلم نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے۔ (ناشر)

یہ بھی اُس صورت میں ہے کہ امام موجود و متیسر ہو کما لا یخفی والا فلا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا واللہ سبحٰنہ و تعالیٰ اعلم۔ (جیسا کہ پوشیدہ نہیں ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کسی جان کو تکلیف نہیں دیتا مگر اس کی وسعت کے مطابق۔)

مسئلہ ۵

از کچھوچھا شریف ضلع فیض آباد مرسلہ حضرت سید شاہ ابو المحمود مولٰنا مولوی احمد اشرف میاں صاحب اشرفی دام مجدہم۔ ۱۷ شوال ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے عظام و حضرات مشائخ کرام اس مسئلہ میں کہ پانسو برس کا زمانہ ہوا زید و عمرو دونوں برادر حقیقی کو ایک ہی مرشد یعنی اپنے والد ماجد سے علیحدہ علیحدہ دو خرقے عطا ہو کر خلافت و سجادہ نشینی حاصل ہوئی زید خلف اکبر برابر اپنے مرشد کے یوم العرس خرقہ عطیہ مرشد کو خاص خانقاہ مرشد میں پہنکر فاتحہ عرس حسب دستور مشائخ کرتا رہا یونہیں آٹھ پشت تک زید کے خاندان میں خلافت خاندانی و خرقہ پوشی بحیثیت سجادہ نشینی قائم رہی آٹھویں پشت کا اخیر سجادہ نشین بکر اپنی زوجہ ہندہ اور برادر و خلیفہ خاص خالد کو چھوڑ کر انتقال کر گیا ہندہ بعد وفات شوہر خرقہ مذکورہ لیکر اپنے میکے چلی گئی خالد سے سلسلہ بیعت و خلافت خاندانی قریب سو برس سے جاری ہے مگر بوجہ مذکور خرقہ پوشی اُس مدت میں نہو سکی عمرو خلف اصغر کی نسل میں نو پشت تک خرقہ پوشی ایک روز قبل عرس ہوا کہ خاص روز عرس کی خرقہ پوشی نسل خلف اکبر میں ہوتی جب زمانہ خالد میں خرقہ نہ رہنے کے سبب وہ رسم ادا نہ ہوسکی رشید نے کہ نسل عمرو کا نواں سجادہ نشین اور معاصر خالد تھا دونوں روز خرقہ پوشی کی اب عمرو کے سلسلہ میں حامد اور زید کے خاندان میں محمود ہے جس نے علاوہ بیعت و خلاف[illegible] ہوا خرقہ بھی واپس لیا اور

رسم رفتہ پھر از سر نو تازہ کی اب حامد اُس کے استحقاق خرقہ پوشی میں منازع[1] ہے مرشد مرشد محمود تک خلافت خاندانی بہت معززین اہل خاندان وغیرہم کو مسلم اور اُن میں مشہور ہے بعض اکابر اہل خاندان نے اپنے رسائل شائع شدہ میں بھی اُسے درج کیا ہے مرشد محمود کو کہ ثقات عدول سے بھتے اُن کے مرشد نے خلافت نامہ تحریری دستخطی اپنے قلم مبارک سے دیا جسے خود اُن کے صاحبزادے وغیرہ بہت لوگ جانتے ہیں انھوں نے مدت سے اُس سلسلہ کو اجرا فرمایا" لوگ اُن کے پھر محمود پھر خلفائے محمود کے مرید ہوتے رہے اور ہوتے ہیں کبرائے علماء و مشائخ عصر نے محمود کو خلیفہ و سجادہ نشین خاندان مانا اور اس پر مُہریں کی ہیں بلکہ خود مرشد مرشد محمود نے ایک خط دستخطی کے القاب میں نام محمود کے ہاتھ نفظ سجادہ نشین تحریر فرمایا آیا اس صورت میں یہ سلسلہ خلافت و سجادہ نشینی ثابت و مسلم مانا جائیگا یا انکار بعض منازعین کے باعث تسلیم نہ ہوگا اور چار سو برس تک رسم خرقہ پوشی خاندان محمود میں جاری رہکر تقریباً سو برس تک بوجہ مذکور منقطع اور حامد کے یہاں دونوں روز خرقہ پوشی ہونے سے اب حق محمود زائل ہوگیا یا وہ اُس رسم کو تازہ کرسکتا ہے حامد کو بوجوہ مذکورہ یوم العرس خصوصاً حدود خانقاہ میں خرقہ پوشی محمود سے تعرض و مزاحمت کا حق حاصل ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

صورت مستفسرہ (دریافت کردہ صورت) میں محمود کی خلافت خاندانی وسجادہ نشینی ضرور ثابت و مسلم ہے اور انکار منازعین اصلاً مسموع نہیں شرعاً و عقلاً ایسے امور کے ثبوت کے دو طریقے ہیں ایک اتصال سند دوسرے شہرت تقریر سوال سے ظاہر کہ محمود کو دونوں وجہ ثبوت بروجہ احسن حاصل تو نفی نافی قطعاً نامسموع و باطل (نفی کرنے والے کی نفی نہ سنی ہوئی) فتح القدیر و بحرالرائق و نہر الفائق و منح الغفار و ردالمحتار میں ہے۔

طریق نقلہ لذلک عن المجتہد احد امرین اما ان یکون لہ سند فیہ او یأخذہ من کتاب معروف تداولتہ الایدی نحو کتب محمد بن الحسن

اس قول کو مجتہد سے نقل کرنیکا طریقہ دو میں سے ایک ہے یا تو یہ کہ اس کی سند اس میں موجود ہو یا اس کو کسی مشہور کتاب سے پکڑے جو ہاتھوں میں متداول ہو جیسا کہ محمد بن حسن

[1] جھگڑا کرنے والا

ونحوها من التصانيف المشهورة للمجتهدين لانه بمنزلة الخبر المتواتر المشهور هكذا ذکر الرازی۔

کی کتابیں اور اُنکی مثل مجتہدین کی مشہور تصانیف اس لئے کہ وہ بمنزلہ خبر متواتر مشہور کے ہے رازی نے اسی طرح ذکر کیا ہے۔ (ناشر)

جب تصریح ائمہ کرام دین خدا واحکام شرع ومسائل حلال وحرام وفتوٰی وقضا متعلق بدماء ومحارم دجمع دم یعنی خون حرام اشیاء) میں انہیں دو طریقہ سند وشہرت سے صرف ایک وجود کافی جس کی بنا پر اجرائے حدود وقصاص تک کیا جائیگا تو امر سجادہ نشینی میں دونوں کا اجماع بھی کافی نہ جاننا سراسر بعید از انصاف ہے۔ سند کی تو یہ حالت ہے کہ زید مسموع القول جب کوئی حدیث یا مسئلہ فقہیہ اپنے شیخ سے روایت کرے اور اُس میں تصریح سماع بھی نہ ہو تاہم امام بخاری وغیرہ بعض ائمہ کے نزدیک شیخ وتلمیذ کی صرف کبھی ملاقات ہونا تسلیم کے لیے بس ہے اور امام مسلم وغیرہ جمہور اکابر کے نزدیک اس کی ضرورت نہیں محض معاصرت یعنی دونوں کا ایک زمانہ میں ہونا اور امکان لقاہی کافی ہے ہمارے علمائے کے نزدیک یہی مذہب صحیح ہے نہ کہ جب وہ کہے کہ میں نے سُنایا مجھے خبر دی یا مجھ سے حدیث بیان کی کہ اتو بالاجماع نزے طر مذکور قبول اور صاحب سند سے دعویٰ سماع پر گواہ مانگنا ضروری جاننا باجماع ائمہ باطل ومخذول امام مسلم اپنے مقدمہ صحیح میں فرماتے ہیں۔

زعم القائل الذی افتتحنا الکلام علی حکایۃ قولہ ان کل اسناد فیہ فلان عن فلان و قد احاط العلم بانہما کانا فی عصر واحد وجائز انیکون سمعہ منہ غیر انہ لم نجد فی الروایات انہما التقیا لم یکن حجۃ وھذا القول مخترع مستحدث والمتفق علیہ بین اھل العلم

گمان کیا ہے اس قائل نے کہ شروع کیا ہم نے کلام کو اس کے قول کی حکایت پر تحقیق ہر اسناد کہ اس میں فلاں عن فلاں ہو اور حال یہ کہ علم نے اسکا احاطہ کیا ہو کہ وُہ دونوں ایک ہی زمانہ میں ہوں اور جائز ہے کہ اُس نے اُس سے سنا ہو سوا اس کے کہ ہم روایات میں نہ پائیں انکی باہم ملاقات کو کہ وُہ حجت نہ ہو اور یہ قول نیا گھڑا ہوا ہے اور پرانے اور نئے اہل علم میں یہ اتفاقی

فقد یماوجد ہنا ان الروایۃ ثابتہ والحجۃ بہا لازمۃ الا ان تکون ہنالک دلالۃ بینۃ ان الراوی لم یلق من روی عنہ اھ ملخصا

بات ہے کہ روایت ثابت ہے اور حجت اس کے ساتھ لازم ہے مگر یہ کہ اُس جگہ دلالت ظاہر ہو کہ راوی نے جس سے روایت کی ہے اس سے ملاقات نہیں کی۔ (ناشی)

شرح امام نووی میں ہے۔

ھذا الذی صار الیہ مسلم قد انکرہ المحققون وقالوا ھذا ضعیف والذی ردہ ھو المختار الصحیح الذی علیہ ائمۃ الفن علی بن المدینی والبخاری وغیرھما۔

یہ وہ ہے جس کی طرف مائل ہوئے ہیں امام مسلم۔ حال یہ ہے کہ محققوں نے اسکا انکار کیا ہے اور انہوں نے کہا ہے یہ ضعیف ہے اور جس کو اس نے رد کیا ہے وُہ ہی مختار صحیح ہے جس پر ائمہ فن علی بن المدینی اور امام بخاری وغیرھما جمع ہوئے ہیں

فتح القدیر باب الوتر میں ہے۔

مانقل عن البخاری من انہ علہ بقولہ لا یعرف سماع بعض ھؤلاء من بعض فبناء علی اشتراطہ العلم باللقی والصحیح الاکتفاء بامکان اللقی نیز کتاب الزکوٰۃ فصل فی البقر میں فرمایا قول الجمھور الاکتفاء بالمعاصرۃ مالم یعلم عدم اللقاء وشرط البخاری وابن المدینی العلم باجتماعھما ولو مرۃ والحق خلافہ اھ ملتقطا

جو نقل کیا گیا ہے امام بخاری سے کہ انہوں نے ضعیف قرار دیا ہے ساتھ اپنے قول کہ نہیں پہچانا جاتا سننا بعض ان حضرات کا بعض سے تو یہ اس پر مبنی ہے کہ اُن کے نزدیک ملاقات کا علم ہونا شرط ہے اور صحیح یہ ہے کہ ملاقات کا امکان ہو جمہور کا قول کفایت کرنا ہے ہم عصر ہونے کے ساتھ جبکہ ملاقات کے نہ ہونے کا علم نہ ہو۔ اور شرط قرار دیا ہے امام بخاری اور ابن المدینی نے ان کے اجتماع کو اگرچہ ایک ہی مرتبہ ہوا ہو حال یہ ہے کہ حق اس کے خلاف ہے۔ (ناشی)

زید وعمرو کی خلافت و سجادہ نشینی درکنار خود حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی صحابیت جس کا اثر اعمال سے گزر کر عقائد تک پہنچتا ہے کہ صحابہ کی تعظیم

و محبت ضروری مذہب اہلسنت اور معاذ اللہ انکی توہین و تنقیص گمراہی و ضلالت، اس کے بارے میں محققین علماء فرماتے ہیں ثقہ عادل کا خود اپنا خبر دینا کہ مجھے مصطفے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شرف صحبت حاصل ہوا کافی ہے اگرچہ کسی دوسرے طریقے سے اُس کی صحابیت کا اصلاً ثبوت نہ ہو جبکہ وہ ایسے وقت نہیں تھا کہ فضل اُسے ملنا مقصود ہو امام ابن حجر عسقلانی اصابہ فی تمییز الصحابہ میں فرماتے ہیں۔

الفصل الثاني في الطريق الى معرفة كون الشخص صحابيا وذلك بأشياء اولها ان يثبت بطريق التواتر انه صحابي ثم بالاستفاضة والشهرة ثم بان يروى عن احد من الصحابة ان فلانا له صحبة مثلا وكذا عن آحاد التابعين بناء على قبول التزكية من واحد وهو الراجح ثم بان يقول هو اذا كان ثابت العدالة والمعاصرة انا صحابي۔

دوسری فصل کسی شخص کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہونیکی پہچان کے طریق میں اور یہ چند چیزوں سے ہے اوّل یہ کہ تواتر کے طریق سے ثابت ہو کہ وہ صحابی ہے پھر ساتھ طریق استفاضہ اور شہرت کے پھر بایں طور کہ کسی صحابی سے روایت کیا جائے کہ فلاں کو صحبت نصیب ہے مثلاً اور ایسے ہی کسی ایک تابعی سے بنا پر قبول کرنے تزکیہ کے کسی ایک سے اور راجح ہے پھر بایں طور کہ کہے وہ جب کہ اسکی عدالت اور ہم عصر ہونا ثابت ہو کہ میں صحابی ہوں۔

مسلم الثبوت میں ہے۔

اخبار العدل عن نفسه بانه صحابي اذا كان معاصرا لا كالرتن ليس كتعديله نفسه۔

کہ عادل کا خبر دینا اپنی ذات کے بارے میں کہ وہ صحابی ہے جبکہ وہ ہم عصر ہو۔ خواجہ رتن کی طرح نہ ہو اپنی تعدیل کے حکم میں نہیں ہے (ما نشر)

کتنے صحابہ ہیں جن کی احادیث ائمہ حدیث قدیم و حدیث نے اپنے صحاح و مسانید و سنن و معاجیم میں تخریج فرمائیں نہ اُن کے پاس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوئی فرمان تھا کہ فلاں ہمارے حضور بارگاہ عالم پناہ سے شرفیاب ہوا نہ اُن سے اس پر کوئی شہادت لی گئی نہ اور صحابہ کا محضر طلب ہوا اُن ثقات کا خود ہی کہنا کہ

سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم۔ رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہدت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم مسموع ومقبول ہوا

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا۔ (ناشر)

کما افادہ الامام ابوعمر بن عبد البر فی الاستیعاب واقرہ علیہ حافظ الشان۔

جیسا افادہ فرمایا ہے امام ابوعمر بن عبد البر نے استیعاب میں اورثابت رکھا ہے اس پر حافظ الشان ابن حجر نے۔ (ناشر)

شہرت:۔ وہ چیز ہے جس سے رشتہ خلافت درکنار رشتہ نسب کہ صدہا احکام حلال وحرام وحقوق وذمام کا مدار ہے شرعاً وعقلاً اجماعاً عرفاً ہرطرح ثابت ہو جاتا ہے ہم شہادت دیتے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضرت ابوقحافہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پسر اطہر اور امام زین العابدین حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالی عنہما کے خلف مطہر ہیں سوا شہرت کے ہمارے پاس اس پر اور کیا دلیل ہے فتاوے خلاصہ میں ہے:

اما النسب فصورتہ اذا سمع من انسان ان فلانا ابن فلان الفلانی وسعہ ان یشہد بذلک وان لم یعاین الولادۃ علی فراشہ الا یری انا نشہد ان ابا بکر الصدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ ابن ابی قحافۃ وما رأینا ابا قحافۃ رضی اللہ عنہ۔

لیکن نسب تو صورت اس کی یہ ہے کہ جب سنا کسی انسان سے تحقیق فلاں بیٹا فلاں کا فلاں ہے تو اس کو گنجائش ہے اس بات کی کہ شہادت دے اس کی اگرچہ اس کے فرش پر اس کی ولادت کا اس نے معائنہ نہ کیا ہو۔ کیا نہیں دیکھتا کہ ہم گواہی دیتے ہیں اس بات کی کہ تحقیق ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ ابوقحافہ کے بیٹے ہیں حالانکہ ہم نے ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا نہیں (ناشر)

ان دونوں طریقوں ثبوت کو اگر ناکافی سمجھا جائے تو تمام سلاسل اولیاء اللہ سے

معاذ اللہ ہاتھ دھونا ہو کیا کوئی قادر ہے کہ شروع سلسلہ سے منتہیٰ تک ہر بندۂ خدا کا اپنے شیخ سے خلافت واجازت پانا ان کے سوا اور کسی طریقۂ انیقہ سے ثابت کر سکے حاشا و کلا تو اس کے انکار میں عیاذاً باللہ تمام سلاسل کا انکار لازم آتا ہے وھو کما تری اور جب دلیل شرعی سے محمود کا سلسلۂ سجادہ نشینی و خلافت ثابت تو خانقاہ مبارک میں رسم خرقہ پوشی سے اُسے مانع ہونے کا کوئی حق حامد کو نہیں نہ حامد خواہ کسی کا انکار قابل قبول ہو سکتا ہے عقل و نقل کا قاعدہ اجماعیہ ہے کہ نافی پر مثبت مقدم ہوتا ہے دو ثقہ گواہی دیں کہ زید و ہندہ کا نکاح ہوا اور ہزار گواہ ہوں کہ نہ ہوا ان نافیوں کی بات ہرگز نہ سُنی جائے گی کہ اُس کا حاصل صرف اپنے علم کی نفی ہے یعنی ہمارے سامنے نہوا اور اس سے نفی وقوع لازم نہیں آتی اصول مسلمہ سے ہے ۔

المثبت مقدم علی النافی لان من یعلم حجۃ علی من لا یعلم اشباہ میں ہے ۔ بینۃ النفی غیر مقبولۃ الا فی عشر (الی قولہ) وفی ایمان الھدایۃ لا فرق بین ان یحیط علم الشاھد اولا ۔

مثبت نافی پر مقدم ہے اس لئے کہ جو جانتا ہے وہ حجت ہے اس پر جو نہیں جانتا نفی کی دلیل غیر مقبول ہے مگر دس چیزیں میں ہدایہ کی کتاب الایمان میں ہے فرق درمیان اس کے کہ گواہ کا علم احاطہ کرے یا نہ (ناشر)

دور کیوں جائیے سلاسل طریقت ہی دیکھئے ہر سلسلہ میں بتوسط امام حسن بصری حضرت امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے انتساب موجود حالانکہ جماہیر اکابر ائمہ محدثین کہ فن رجال میں انہیں پر اعتماد اور انہیں کی طرف رجوع ہے حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے اُن کے لیے سماع ہرگز نہیں مانتے مگر اُسی قاعدۂ عقلیہ و نقلیہ للمثبت مقدم علی النافی لان من حفظ حجۃ علی من لم یحفظ (مثبت نافی پر مقدم ہے اس لئے کہ جس نے محفوظ رکھا اس کی حجت اس پر جس نے محفوظ نہ رکھا) نے اتصال سلاسل میں اصلاً خلل نہ آنے دیا جب اثبات کے سامنے ایسے اکابر کی نفی مقبول نہ ہوئی تو آج کل کے کسی صاحب کا انکار کیا اثر ڈال سکتا ہے ۔ رہا سو برس تک اُس رسم کا بعذر

مذکور ادا نہ ہوناوہ بعد ثبوت سجادہ نشینی کیا قابل احتجاج ہے حامد کے یہاں چار سو برس
تک روز عرس خرقہ پوشی نہ ہونے تے اُسے ممنوع نہ کیا حالانکہ اول یہ امر اُس کے خاندان
میں نہ تھا تو محمود کے یہاں چار سو برس جاری رہکر سو برس بعذر منقطع ہونا کیا مخل ہو
سکتا ہے شرع کا قاعدہ مسلّمہ ہے کہ البقاء اسہل من الابتداء بنی اسرائیل سے عمالقہ
تابوت سکینہ چھین لے گئے مدتہا مدت کے بعد واپس آیا تو کیا اُن کا حق تبرّک اُس سے
زائل ہو گیا تھا۔

قال اللہ تعالیٰ وقال لھم نبیھم ان اٰیۃ ملکہ ان یأتیکم التابوت فیہ سکینۃ من ربکم الآیۃ
اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اور کہا ان کو ان کے نبی نے تحقیق نشانی اس کی شاہی کی یہ ہے کہ آئیگا تابوت تمہارے پاس اُسمیں تمہارے رب کی طرف سے سکینت ہو گی۔ (ناشر)

یا جب قرامطہ مخذولین کعبہ معظمہ سے حجر اسود اُکھیڑ کو ہجر کو لے گئے اور بائیس ۲۲ برس
بعد مسلمانوں نے بحمد اللہ تعالے واپس پایا تو کیا اہل اسلام یا اہل بیت الحرام کا حق تبرک
واستلام اُس میں باقی نہ رہا یہ امور واضحہ ہیں نہایت درجہ روشن وصاف والانصاف
خیر الاوصاف واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم۔ اور انصاف تمام اوصاف
سے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ پاک اور برتر سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔

مسئلہ :۔ چہ میفرمایند علمائے دین کہ بردست کدام کس بیعت نمودن جائز
وعدم جوازست وکدام کس قابل مرشد شدن ست وبا اینہمہ کسیکہ قابل بیعت نمودن
نیست واگر کسے را بیعت نماید بحق اوشان چہ حکم ست ۔ (کیا فرماتے ہیں علماء دین
کہ کس شخص کے ہاتھ پر بیعت ہونا جائز ہے اور کس کے ہاتھ پر ناجائز ہے اور کون
شخص مرشد ہونے کے قابل ہے اور باوجود ان سب باتوں کے جو شخص بیعت کرنے کے
قابل نہیں اگر وہ کسی کو بیعت کرے اس کے حق میں کیا حکم ہے ۔)

الجواب

بیعت گرفتن وبر مسند ارشاد نشستن
بیعت لینے اور مسند ارشاد پر بیٹھنے

را از چار شرط ناگزیر است یکے آنکہ سنی صحیح العقیدہ باشد زیرا کہ بدمذہبان سگان دوزخ اند و بدترین خلق چنانکہ در حدیث آمدہ است دوم عالم بعلم ضروری بودن کہ ع بے علم نتواں خدا را شناخت سوم اجتناب کبائر کہ فاسق واجب التوہین ست و مرشد واجب التعظیم ہر دو چہ گونہ بہم آید چہارم اجازت صحیحہ متصلہ کما اجمع علیہ اہل الباطن ہر کہ از ینہا ہیچ شرطے را فاقد ست او را نشاید پیر گرفتن۔ و اللہ تعالیٰ اعلم۔

کیلئے چار شرطیں ضروری ہیں ایک یہ کہ سُنی صحیح العقیدہ ہو اس لئے کہ بدمذہب دوزخ کے کتے ہیں اور بدترین مخلوق جیسا کہ حدیث میں آیا ہے دوسری شرط ضروری علم کا عالم ہونا۔ اس لئے کہ بے علم خدا کو پہچان نہیں سکتا۔ تیسری یہ کہ کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرنا اس لئے کہ فاسق کی توہین واجب ہے اور مرشد واجب التعظیم ہے دونوں چیزیں کیسے اکٹھی ہونگی چوتھی اجازت صحیح متصل ہو جیسا کہ اُس پر اہل باطن کا اجماع ہے۔ جس شخص میں ان شرائط میں سے کوئی ایک شرط نہ ہو تو اس کو پیر نہیں پکڑنا چاہیئے۔

مسئلہ: ۸ ربیع الآخر شریف ۱۳۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ احمد ایک ولی اللہ امام وقت کا مرید و غلام اور امام ممدوح کی طرف سے مجاز و ماذون ہے بعد وصال شریف اپنے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احمد کو بوجہ کثرت ذنوب خیال تجدید بیعت آیا احمد نے اپنے مشائخ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کی بعض تصانیف میں دیکھا تھا کہ اگر شیخ تک بوجہ وصال یا بُعد کے وصول نہ ہو سکے اور تجدید بیعت چاہے تو شیخ کے کپڑے پر تجدید کرے بایں لحاظ احمد نے مولانا حسین بن حسن خلیفہ و سجادہ نشین حضرت شیخ سے جامہ شیخ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی استدعا کی مولانا نے فرمایا جب جانشین شیخ موجود ہے کپڑے کی کیا حاجت ہے۔ احمد کے بھی ذہن میں آیا کہ واقعی نیابت جانشین نیابت جامہ سے اتم واکمل ہونی چاہیئے اس نیت سے مولانا کے ہاتھ پر بیعت کی مگر کبھی اپنا شیخ حضرت ولی اللہ امام ممدوح رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے سوا دوسرے کو نہ جانا نہ قرأت شجرہ طیبہ میں کسی اور کا نام داخل کیا نہ

جو شجرے اپنے بیعت کرنے والوں کو دیئے ان میں کبھی حضرت شیخ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے بعد کوئی نام لکھا اب جانشین موصوف کو بوجہ تجدید مذکور یہ خیال ہے کہ احمد میرا مرید ہے اور احمد اپنے ذہن میں اپنی بیعت اولے پر ہے اس صورت میں امر حق کیا ہے احمد چاہتا ہے کہ اگر میرے خیال کی غلطی ثابت ہو تو میں تائب ہو کر ازسر نو دست مولٰنا پر بیعت مستقلہ بجا لاؤں اور اگر اسی کا خیال صحیح ہے تو شرع مطہر سے اس پر کیا دلیل ہے کہ باوصفیکہ احمد نے دوبارہ بیعت دست مولٰنا پر کی مولٰنا کا مرید منصور نہو بینوا توجروا۔

الجواب

صورت مستفسرہ میں احمد کا خیال صحیح ہے وہ اپنی بیعت اولٰی پر ہے بوجہ تجدید مذکور جانشین موصوف کا مرید قرار پائیگا فانما الاعمال بالنیات وانما لکل امرئ مانوی (سوائے اس کے نہیں کہ اعمال کا دارو مدار نیتوں پر اور سوا اس کے نہیں کہ ہر آدمی کیلئے وہ ہے جو اس نے نیّت کی) شرح مطہر سے اس پر دلیل واضح حضرت سیدنا طلحہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا فعل اور حضرت امیر المؤمنین امام العارفین مولی المسلمین علی مرتضی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم کا قول ہے وناھیک بھما من ونخی فی الدین (تیرے لیے ان دونوں حضرات کا دین میں پیشوا ہونا کافی ہے) جب حضرت طلحہ رضی اللہ تعالٰے عنہ نے اپنی خطائے اجتہادی سے رجوع فرما کر دست حق پرست حضرت امیر المومنین کرم اللہ تعالٰی وجہہ پر تجدید بیعت چاہی ظالم کے ہاتھ سے زخمی ہو چکے تھے۔ امیر المومنین تک وصول کی طاقت نہ تھی امیر المومنین کرم اللہ تعالٰے وجہہ کے لشکر کا ایک سپاہی گزرا اُسے بلا کر حضرت طلحہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اُس کے ہاتھ پر تجدید بیعت فرمائی اور روح اقدس جوار اقدس رحمت الٰہی میں پہنچی امیر المومنین کرم اللہ تعالٰی وجہہ نے یہ حال سُن کر فرمایا ابی اللہ ان یدخل طلحۃ الجنۃ الا وبیعتی فی عنقہ اللہ عزوجل نے طلحہ رضی کا جنت میں جانا نہ مانا جبتک میری بیعت اُن کی گردن میں نہو۔ دیکھو امیر المومنین نے اس بیعت کو اپنی ہی بیعت قرار دیا نہ لشکری کی اور حضرت طلحہ نے امیر المومنین رضی ہی کو امیر المومنین و مستحق بیعت سمجھا نہ کہ معاذ اللہ لشکری کو۔

ذٰنک برھٰنٰن من ربک وفق	یہ دونوں برہان تیرے رب کی طرف سے
عرضنہ علی المحقق الشریعۃ والطریقۃ	ہیں اور تحقیق پیش کیا اُس کو شریعت و طریقت

مولانا محب الرسول عبد القادر القادری البدایونی حفظه الله تعالیٰ عن شر کل مجونی وفتونی فانره وصوبه واستحسنه واعجبه والله سبحٰنه وتعالیٰ اعلم وعلمه جل مجده اتم واحکم۔

کے محقق مولانا محب رسول عبد القادر قادری (اللہ تعالیٰ ان کو محفوظ رکھے) بدایونی پر ہر بے حیا اور فتین کے شر سے پس اس کو ثابت رکھا اور اس کو صواب قرار دیا اور اس کو عجیب اور مستحسن قرار دیا اور اللہ تعالیٰ پاک ہر عیب سے اور برتر ہے سب سے زیادہ جاننے والا اور اسکا علم رجلیل ہے اس کی بزرگی اتم اور مضبوط ہے۔ (ناشر)

مسئلہ: از جالندھر محلہ راستہ متصل مکان ڈپٹی احمد جان صاحب مرسلہ محمد احمد خاں صاحب ۲۰۔ شوال ۱۳۱۴ھ

اگر عورت نیک خصلت پابند شریعت واقف طریقت اپنے ہاتھ پر عورتوں اور مردوں کو بیعت کرنا شروع کر دے تو از روئے طریقت اور شریعت یہ بیعت درست ہے یا نہیں بحوالہ کتاب مع عبارت تحریر فرمائیں۔

الجواب

اولیائے کرام کا اجماع ہے کہ داعی الی اللہ کا مرد ہونا ضرور ہے لہٰذا سلف صالحین سے آج تک کوئی عورت نہ پیر بنی نہ بیعت کیا حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

لن یفلح قوم ولوا امرھم امرأۃ رواہ الائمۃ احمد والبخاری والترمذی والنسائی عن ابی بکرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنه۔

ہرگز وہ قوم فلاح نہ پائے گی جنہوں نے کسی عورت کو والی بنایا۔ اس کو ائمہ کرام احمد اور بخاری و ترمذی اور نسائی نے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ (ناشر)

امام عارف باللہ سیدی عبد الوہاب شعرانی قدس سرہ میزان الشریعۃ الکبریٰ کتاب الاقضیہ میں فرماتے ہیں۔

قد اجمع اهل الكشف على
اشتراط الذكورة فى كل داع الى الله
تعالىٰ ولم يبلغنا ان احدا من نساء
السلف الصالح تصدرت لتربية
المريدين ابدا لنقص النساء فى
الدرجة وان ورد الكمال فى بعضهن
كمريم بنت عمران وآسية امرأة
فرعون فذلك كمال بالنسبة
للتقوىٰ والدين لا بالنسبة للحكم
بين الناس وتسليكهم فى مقامات
الولاية وغايتها امر المرأة ان تكون
عابدة زاهدة كرابعة العدوية
والله سبحانه وتعالىٰ اعلم وعلمه
جل مجده اتم واحكم

فقط

بیشک اہل کشف نے اجماع کیا ہے اللہ
تعالیٰ کی طرف بلانے والے کیلئے مرد ہونا شرط
قرار دینے پر اور نہیں پہنچی ہم کو خبر کہ سلف
صالحین کی عورتوں میں سے کوئی عورت مریدین
کی تربیت کرنے کے درپے ہوئی ہو ہمیشہ بوجہ
عورتوں کے درجہ میں ناقص ہونے کے اگرچہ
ان کے بعض میں کمال وارد ہوا ہے جیسے کہ مریم بن
عمران اور آسیہ فرعون کی بیوی پس یہ کمال
تقوی اور دین کے لحاظ سے ہے نہ کہ لوگوں
کے درمیان حکومت کرنے کی نسبت سے اور
انکو مقامات ولایت میں چلانے کی وجہ سے
عورت کی غایت امر یہی ہے کہ وہ عابدہ زاہدہ
ہو جیسا کہ حضرت رابعہ عدویہ بصریہ اور اللہ
سبحانہٗ وتعالیٰ سب سے زیادہ جاننے
والا ہے۔ (ناشر)

نقل
از
السنیۃ الانیقہ فی فتاوی افریقہ

سوال ۸۳، ۸۴۔ اگر زید کا پیر و مرشد نہ ہو تو وہ فلاح پائے گا یا نہیں اور اس کا پیر و مرشد شیطان ہوگا یا نہیں کیونکہ تمہارا رب عزوجل حکم کرتا ہے وابتغوا الیہ الوسیلہ اور ڈھونڈو طرف اس کی وسیلہ۔

الجواب: ہاں اولیائے کرام قدسنا اللہ باسرارہم کے ارشاد سے دونوں باتیں ثابت ہیں اور عنقریب ہم ان دونوں کو قرآن عظیم سے استنباط کریں گے، ایک یہ کہ بے پیر افلاح نہ پائیگا حضرت سیدنا شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین سہروردی قدس سرہ عوارف المعارف شریف میں فرماتے ہیں سمعت کثیرا من المشائخ یقولون من لم یر مفلحا لا یفلح یعنی میں نے بہت اولیائے کرام کو فرماتے سنا کہ جس نے کسی فلاح پائے ہوئے کی زیارت نہ کی وہ فلاح نہ پائے گا۔ دوسرے یہ کہ بے پیرے کا پیر شیطان ہے۔ عوارف شریف میں ہے روی عن ابی یزید انہ قال من لم یکن لہ استاذ فامامہ الشیطان یعنی سیدنا بایزید بسطامی رضی اللہ تعالٰی عنہ، سے مروی ہوا کہ فرماتے جس کا کوئی پیر نہیں اس کا امام شیطان ہے۔ رسالہ مبارکہ امام اجل ابوالقاسم قشیری میں ہے یجب علی المرید ان یتادب بشیخ فان لم یکن لہ استاذ لا یفلح ابدا اھذا ابو یزید یقول من لم یکن لہ استاذ فامامہ الشیطان یعنی مرید پر واجب ہے کہ کسی پیر سے تربیت لے کہ بے پیرا فلاح نہ پائے گا۔ یہ ہیں ابو یزید کہ فرماتے ہیں جس کا کوئی پیر نہ ہو اس کا پیر شیطان ہے پھر فرمایا سمعت الاستاذ ابا علی الدقاق یقول الشجرۃ اذا نبتت بنفسہا من غیر غارس فانہا تورق ولکن لا تثمر کذالک المرید اذا لم یکن لہ استاذ یاخذ منہ طریقتہ نفسا فنفسا فہو عابد ہواہ لا یجد نفاذا یعنی میں نے حضرت ابو علی دقاق رضی اللہ تعالٰی عنہ کو فرماتے سنا کہ پیڑ جب بے کسی بونے والے کے آپ سے اُگے تو پتے لاتا ہی مگر پھل نہیں

دیتا۔ یونہیں مرید کیلئے اگر کوئی پیر نہ ہو جس سے ایک ایک سانس پر راستہ سیکھے تو وہ اپنی خواہش نفس کا پجاری ہے، راہ نہ پائے گا۔ حضرت سیدنا میر سید عبد الواحد بلگرامی قدس سرہ السامی سبع سنابل شریف میں فرماتے ہیں ؎

چو پیرت نیست پیر تست ابلیس   کہ راہ دین زدست از مکر و تلبیس عہ

یہ مقام بہت تفصیل و توضیح چاہتا ہے فاقول وباللہ التوفیق فلاح دو قسم کی ہے اوّل انجام کار رستگاری اگرچہ معاذ اللہ سبقت عذاب کے بعد ہو یہ عقیدۂ اہلسنت میں ہر مسلمان کے لئے لازم اور کسی بیعت و مریدی پر موقوف نہیں اس کے واسطے صرف نبی کو مرشد جاننا بس ہے بلکہ ابتدائے اسلام میں کسی دور دراز پہاڑ یا گمنام ٹاپو کے رہنے والے غافل جن کو نبوّت کی خبر ہی نہ پہنچی اور دنیا سے صرف توحید پر گئے بالآخر ان کے لئے بھی یہ فلاح ثابت صحیح بخاری و صحیح مسلم میں انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا اہل محشر اور انبیاء سے مایوس پھر کر میرے حضور حاضر ہوں گے میں فرماؤں گا انا لہا میں ہوں شفاعت کے لئے پھر اپنے رب سے اذن چاہوں گا۔ وہ مجھے اذن دے گا، میں سجدے میں گروں گا۔ ارشاد ہوگا یا محمد ارفع رأسك وقل تسمع وسل تعطه واشفع تشفع اے محمد اپنا سر اٹھاؤ اور کہو کہ تمہاری بات سنی جائے گی اور مانگو تمہیں عطا کیا جائے گا اور شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول ہے۔ میں عرض کروں گا اے میرے رب! میری امت میری امت۔ فرمایا جائے گا جاؤ جس کے دل میں جَو بھر ایمان ہو اسے دوزخ سے نکال لو۔ انہیں نکال کر میں دوبارہ حاضر ہوں گا، سجدہ کروں گا وہی ارشاد ہوگا کہ اے محمد اپنا سر اٹھاؤ اور کہو کہ سنا جائے گا مانگو کہ دیا جائے گا، شفاعت کرو کہ قبول ہے۔ میں عرض کروں گا اے میرے رب میری امت میری امت ارشاد ہوگا جاؤ جس کے دل میں رائی برابر ایمان ہو نکال لو۔ میں انہیں نکال کر سہ بارہ حاضر ہو کر سجدہ کروں گا فرمائے گا اے محمد اپنا سر اٹھاؤ اور جو کہو منظور ہے، جو مانگو عطا ہے شفاعت کرو مقبول ہے میں عرض کروں گا۔ اے میرے رب میری امت میری امت ارشاد ہوگا

عہ جب تیرا پیر نہیں ہے تو تیرا پیر ابلیس ہے کہ اس نے دین کی راہ ماری ہے مکر و فریب سے ۱۲ (ناشر)

جس کے دل میں رائی کے دانے کے کم سے کمتر ایمان ہو اسے نکال لو، میں انہیں نکال کر چوتھی بار حاضر و ساجد ہوں گا۔ ارشاد ہوگا اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور کہو کہ سنیں گے مانگو کہ دیں گے شفاعت کرو کہ قبول کریں گے۔ میں عرض کروں گا الٰہی! مجھے ان کے نکالنے کی اجازت دے جنہوں نے لا الٰہ الا اللہ کہا ہے۔ ارشاد ہوگا یہ تمہارے سبب نہیں بلکہ مجھے اپنے عزت و جلال و کبریا و عظمت کی قسم ہر موحّد کو اس سے نکال لوں گا **اقول** یہ ان کے بارے میں ردِّ شفاعت حضور نہیں بلکہ عین قبول ہے کہ حضور کے عرض کرنے ہی پر تو جہنم سے نکالے گئے فقط یہ فرمایا گیا ہے کہ ان کو رسالت سے توسل کا موقع نہ ملا مجرد عقل جتنے ایمان کے لئے کافی تھی یعنی توحید اسی قدر رکھتے تھے۔

ثم اقول معنی حدیث کی یہ تقریر کہ ہم نے کی اس سے ظاہر ہوا کہ یہ اس حدیث صحیح کے معارض نہیں کہ فرمایا مازلت اتردد علیٰ ربی فلا اقوم فیہ مقاما الا اشفعت حتی اعطانی اللہ من ذالک ان قال ادخل من امتک من خلق اللہ من شھد ان لا الٰہ الا اللہ یوما واحدا مخلصا ومات علیٰ ذالک میں اپنے رب کے حضور آتا جاتا رہوں گا۔ جس شفاعت کے لئے کھڑا ہوں گا، قبول ہوگی۔ یہاں تک کہ میرا رب فرمائے گا کہ تمام مخلوق میں جتنی تمہاری امت ہے ان میں جو توحید پر مرا ہو اسے جنت میں داخل کردو۔ رواہ احمد بسند صحیح عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ یہاں کلام امت میں ہے تو یہاں لا الٰہ الا اللہ سے پورا کلمہ طیبہ مراد ہے جیسا کہ انہیں امام احمد و صحیح ابن حبان کی حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا شفاعتی لمن شھد ان لا الٰہ الا اللہ مخلصا وان محمد رسول اللہ یصدق لسانہ قلبہ وقلبہ لسانہ میری شفاعت ہر اس شخص کے لئے ہے جو اللہ کی توحید اور میری رسالت پر اخلاص سے گواہی دیتا ہو کہ زبان دل کے موافق ہو اور دل زبان کے۔ اللّٰھم اشھد وکفٰی بک شھیدا انی اشھد بقلبی ولسانی انہ لا الٰہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حنیفا مخلصا وما انا من المشرکین والحمد للہ رب العٰلمین **دوم** کامل رستگاری کہ بے سبقت عذاب دخول جنت ہو اس کے دو پہلو

(باقی اگلے صفحہ پر)

ہیں اوّل وقوع یہ مذہب اہل سنت میں محض مشیت الٰہی پر ہے جسے چاہے ایسی فلاح عطا فرمائے اگرچہ لاکھوں کبائر کا مرتکب ہو اور چاہے تو ایک[2] گناہ صغیرہ پر گرفت کرلے اگرچہ لاکھوں حسنات رکھتا ہو۔ یہ عدل ہے اور وہ فضل یغفر لمن یشاء[3] ویعذب من یشاء حضور اقدس صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی شفاعت سے بے گنتی اہل کبائر ایسی فلاح پائیں گے۔

حضور کی شفاعت اہل کبائر کے لئے

نبی کریم صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم فرماتے ہیں شفاعتی لاھل الکبائر من امتی میری شفاعت میری امت سے کبیرہ گناہوں والوں کے لئے ہے رواہ[4] احمد و ابوداود والترمذی والنسائی وابن حبان والحاکم والبیہقی وصححہ عن انس بن مالک والترمذی وابن ماجۃ وابن حبان والحاکم عن جابر بن عبداللہ والطبرانی فی الکبیر عن ابن عباس والخطیب عن کعب بن عجرۃ و عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین اور فرماتے ہیں صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم خیرت بین الشفاعۃ وبین ان یدخل شطر امتی الجنۃ فاخترت الشفاعۃ لانھا اعم واکفی اترونھا للمؤمنین المتقین لا ولکنھا للمذنبین المتلوثین الخطائین مجھ سے میرے رب نے فرمایا تم کو اختیار ہے چاہے شفاعت لے لو چاہے

---

[1] الٰہی گواہ ہو جا اور تیری ہی گواہی کافی ہے کہ میں اپنے دل و زبان سے گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔ سب باطل دینوں سے کنارہ کرتا ہوا خالص اسلام والا ہو کر اور میں مشرکوں میں سے نہیں ۱۲

[2] اگرچہ وہ ایسا کرے گا نہیں لقولہ تعالٰی ویجزی الذین احسنوا بالحسنی ۝ الذین یجتنبون کبائر الاثم والفواحش الا اللمم ان ربک واسع المغفرۃ وقولہ تعالٰی ان تجتنبوا کبائر ما تنھون عنہ نکفر عنکم سیاٰتکم وندخلکم مدخلا کریما ۝ وقولہ تعالٰے ان الحسنٰت یذھبن السیاٰت ذلک ذکرٰی للذاکرین ۱۲ منہ غفرلہ

[3] جسے چاہے بخشے اور جسے چاہے عذاب کرے

[4] ترجمہ: یہ حدیث احمد و ابوداود و ترمذی و نسائی و ابن حبان و حاکم و بیہقی نے انس بن مالک سے روایت کی اور بیہقی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور ترمذی و ابن ماجہ و ابن حبان و حاکم نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی اور طبرانی نے معجم کبیر میں عبداللہ بن عباس سے اور خطیب نے کعب بن عجرہ سے اور عبداللہ بن عمر سے رضی اللہ تعالٰے عنہم اجمعین۔ ۱۲ (ناشر)

یہ کہ تمہاری آدھی امت بلا عذاب داخل جنت ہو میں نے شفاعت اختیار فرمائی کہ وہ زیادہ عام اور زیادہ کافی ہے۔ کیا اسے ستھرے مومنوں کے لئے سمجھتے ہو۔ نہیں بلکہ وہ گناہ گاروں آلودہ روزگاروں سخت خطا کاروں کے لئے ہے والحمد للّٰہ رب العلمین۔

رواہ[۱] احمد بسند صحیح والطبرانی فی الکبیر باسناد جید عن ابن عمر وابن ماجۃ عن ابی موسی الاشعری رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہم بلکہ وہ بھی ہوں گے جن کے گناہ نیکیوں سے بدل دیئے جائیں گے قال اللّٰہ تعالیٰ فاولٰئک یبدل اللّٰہ سیاٰتھم حسنٰت وکان اللّٰہ غفورا رحیما ہ اللّٰہ ان کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دے گا اور اللّٰہ بخشنے والا مہربان ہے۔ حدیث میں ہے ایک شخص روز قیامت حاضر لایا جائے گا۔ ارشاد ہوگا اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ اس پر پیش کرو اور بڑے بڑے ظاہر نہ کرو اس سے کہا جائے گا تو نے فلاں فلاں دن یہ یہ کام کئے وہ مقر ہوگا اور اپنے بڑے گناہوں سے ڈر رہا ہوگا کہ ارشاد ہوگا اعطوہ مکان کل سیئۃ حسنۃ اسے ہر گناہ کی جگہ ایک نیکی دو۔ اب کہہ اٹھے گا کہ الٰہی میرے اور بہت سے گناہ ہیں وہ تو سننے میں آتے ہی نہیں۔ یہ فرما کر حضور انور صلے اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم اتنا ہنسے کہ آس پاس کے دندان مبارک ظاہر ہوتے رواہ[۲] الترمذی عن ابی ذر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ بالجملہ وقوع کے لئے سوا اسلام اور اللّٰہ و رسول کی رحمت کے اور کوئی شرط نہیں، جل وعلا و صلے اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم دوم امید یعنی انسان کے اعمال، افعال، اقوال احوال ایسے ہونا کہ اگر انہی پر خاتمہ ہو تو کرم الٰہی سے امید واثق ہو کہ بلا عذاب داخل جنت کیا جائے۔ یہی وہ فلاح ہے جس کی تلاش کا حکم ہے کہ سابقوا[۳] الی مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضھا کعرض السماء والارض اس لئے کہ کسب انسانی اسی

---

[۱] یہ حدیث احمد نے بہ سند صحیح اور طبرانی نے معجم کبیر میں بہ سند جید عبداللّٰہ بن عمر سے روایت کی اور ابن ماجہ نے ابو موسیٰ اشعری سے رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہم [۳] ترجمہ: جلدی کرو اپنے رب کی مغفرت اور اس کی جنت کی طرف جس کی چوڑان آسمان و زمین کے پھیلاؤ کے مانند ہے۔ ۱۲ (دنا مشہ) [۲] یہ حدیث ترمذی نے ابوذر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ ۱۲

سے متعلق یہ پھر دو قسم اوّل فلاح ظاہر حاشا اس سے وہ مراد نہیں کہ نرے ظاہر داروں کو مطلوب جن کی نظر صرف اعمال جوارح پر مقصور ظاہر احکام شرع سے آراستہ اور معاصی سے منزہ کرلیا اور متقی و مفلح بن گئے اگرچہ باطن ریا و عجب و حسد و کینہ و تکبّر و حبّ مدح و حبّ جاہ و محبت دنیا و طلب شہرت و تعظیم امراء و تحقیر مساکین و اتباع شہوات و مداہنت[1] و کفران[2] نعم و حرص و بخل و طول آمل[3] و سوئے ظن و عناد حق و اصرار باطل و مکر و غدر و خیانت و غفلت و قسوت[4] و طمع و تملق[5] و اعتماد خلق و نسیان[6] خالق و نسیان موت و جرأت علی اللہ و نفاق و اتباع شیطان و بندگی نفس و رغبت بطالت[7] و کراہت عمل و قلت[8] خشیت و جزع[9] و عدم خشوع[10] و غضب[11] للنفس و تساہل[12] فی اللہ وغیرہا مہلکات[13] آفات سے گندہ ہو رہا ہو جیسے مزبلہ پر زربفت کا خیمہ اوپر زینت اور اندر نجاست پھر کیا یہ باطنی خباثتیں ظاہری صلاح پر قائم رہنے دیں گی۔ حاشا معاملہ پڑنے دیجئے کون سی ناگفتنی ہے کہ نہ کہیں گے کون سی ناکردنی ہے کہ اٹھا رکھیں گے اور پھر بدستور صالح عوام کی کیا گنتی آج کل بہت علماء ظاہر اگر متقی ہیں بھی تو اسی قسم کے الا من شاء اللہ و قلیل ما ھم میں اسے زیادہ شرح کرتا مگر کیا فائدہ کہ حق تلخ ہوتا ہے اس سے نفع پانا اور اپنی اصلاح کی طرف آنا درکنار بتانے والے کے لئے دشمن ہو جاتے ہیں مگر اتنا ضرور کہوں گا کہ ہزار افسوس اس نام علم پر کہ آج کل بہت بے دین مرتدین اللہ اور رسول کی جناب میں کیسی کیسی سخت گالیاں بکتے لکھتے چھاپتے ہیں۔ ان سے کان پر جوں نہ رینگے کہیں بے پروائی کہیں آرام خواہی کہیں نیچری تہذیب کہیں طمع کی تخریب، کہیں ملاقات کا پاس، کہیں اس کا ہراس (ڈر) کہ ان مرتدوں کا رد کریں۔ مسلمانوں کو ان کا کفر بتائیں تو یہ سر ہو جائیں گے اخباروں اشتہاروں

---

[1] دین میں سستی [2] نعمتوں کی ناشکری [3] لمبی آرزو [4] دل کی سختی [5] چاپلوسی [6] خدا کو بھول جانا [7] باطل کی رغبت [8] ڈر کی کمی [9] بے صبری [10] خشوع کا نہ ہونا [11] نفس کے لئے ناراض ہونا [12] اللہ کے بارے میں سستی کرنا [13] ہلاک کرنے والی آفتیں علاوہ مگر جو اللہ تعالٰی چاہے اور وہ تھوڑے ہیں۔ (ناشر)

یں ہماری مذمتیں گائیں گے۔ ہزاروں جھوٹے بہتان لگائیں گے۔ کون اپنی عافیت تنگ کرے
ن ناپاک وجوہ کے باعث وہاں خموشی اور خود ان سے اعمال میں خطا بلکہ عقائد میں غلطی
ہو اسے کوئی بتاتے تو نہ اب وہ تہذیب نہ آرام طلبی نہ بے پروائی نہ سلامت روی
نہ جامے سے باہر ہو کر جس طرح بنے اس کی عداوت میں گرموشی حق کا جواب نہ بن آئے
عناد و مکابرہ سے کام لینا حتی کہ کتابوں کی عبارتیں گڑھ لیں، جھوٹے حوالے دل سے
اش لیں کہ کہیں اپنی ہی بات بالا رہے۔ عوام کے سامنے شیخی کرکری نہ ہو یا وہ
وعظ وغیرہ کے ذریعے سے مل رہتا ہے اس میں کھنڈت نہ پڑے۔ کیا اسی کا نام تقویٰ
ہے حاش للہ، بلکہ محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے بدگویوں کے مقابل وہ
اب خرگوش اور اپنے نفس کی بے جا حمایت میں یہ جوش وخروش تو یہ کہتا ہے کہ اللہ
ور رسول کی عظمت سے اپنے نفس کی عظمت دل میں سوا ہے۔ اب اسے کیا کہئیے سوا
س کے کہ انا للہ وانا الیہ راجعون[1] ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم
بجملہ اس صورت کو فلاح سے علاقہ نہیں صاف ہلاک ہے بلکہ فلاح ظاہر یہ کہ دل و
ن دونوں پر جتنے احکام الٰہیہ ہیں سب بجالاتے نہ کسی کبیرہ کا ارتکاب کرے نہ کسی صغیرہ
ر مصر ہے نفس کے خصائل ذمیمہ اگر دفع نہ ہوں تو معطل رہیں، ان پر کاربند نہ ہو مثلاً
ل میں بخل ہے تو نفس پر جبر کر کے ہاتھ کشادہ رکھے، حسد ہے تو محسود کی برائی نہ چاہے
علیٰ ہذا القیاس کہ یہ جہاد اکبر ہے اور اس کے بعد مواخذہ نہیں بلکہ اجر عظیم ہے حدیث
یں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ثلاث لم تسلم منھا
ھذہ الامۃ الحسد والظن والطیرۃ الا انبئکم بالمخرج منھا اذا ظننت
فلا تحقق واذا حسدت فلا تبغ واذا تطیرت فامض تین خصلتیں اس
مت سے نہ چھوٹیں گی۔ حسد، بدگمانی اور بدشگون۔ کیا میں تمہیں ان کا علاج نہ بتادوں

---

[1] بے شک ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔
اور نہیں طاقت اور نہ قوت مگر ساتھ اللہ بلند تر عظمت والے کے ساتھ

بدگمانی آئے تو اس پر کار بند نہ ہو اور حسد آئے تو محسود پر زیادتی نہ کرو اور بدشگو
کے باعث کام سے رک نہ رہو رواہ[1] رستۃ فی کتاب الایمان عن الامام الحس
البصری مرسلا ووصلہ ابن عدی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ عن
النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بلفظ اذا احسدتم فلا تبغوا وا
ظننتم فلا تحققوا واذا تطیرتم فامضوا وعلی اللہ فتوکلوا یہ فلا
تقوٰی ہے اس سے آدمی سچا متقی ہو جاتا ہے۔ ہم نے اسے فلاح ظاہر بایں مع
کہا کہ اس میں جو کچھ کرنا نہ کرنا ہے اس کے احکام ظاہر و واضح ہو چکے ہیں قد[2]
تبین الرشد من الغی دوم فلاح باطن کہ قلب وقالب رذائل سے متخ
اور فضائل سے متحلی کر کے بقایائے شرک خفی دل سے دور کئے جائیں یہاں تک کہ لا
مقصود الا اللہ پھر لا مشہود[3] الا اللہ پھر لا موجود[4] الا اللہ منجلی ہو یعنی اولاً
ارادہ غیر سے خالی ہو پھر غیر نظر سے معدوم ہو پھر حق حقیقت جلوہ فرماتے کہ وجود اسی کے
لئے ہے باقی سب ظلال و پرتو۔ یہ منتہائے فلاح وفلاح احسان ہے۔ فلاح تقوٰی
میں تو عذاب سے دوری اور جنت کا چین تھا کہ فمن زحزح عن النار وادخل
الجنۃ فقد فاز جو جہنم سے بچا کر جنت میں داخل کیا گیا وہ ضرور فلاح کو پہنچ
اور فلاح احسان اس سے اعظم ہے کہ عذاب کا کیا ذکر کسی قسم کا اندیشہ وغم بھی ان کے پاس
نہیں آتا الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ۵ بہرحال اس فلاح

---

[1] ترجمہ اس حدیث کو رستہ نے کتاب الایمان میں امام حسن بصری سے بے ذکر صحابی سے روایت کیا اور ابن عدی نے
بسند متصل ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے دل میں حسد آئے
تو زیادتی نہ کرو اور بدگمانی آئے تو اسے جمانہ دو اور بدشگونی آئے تو رکو نہیں اور اللہ ہی پر بھروسہ کرو ۱۲ [2] بیشک
ہدایت ظاہر ہوئی گمراہی سے [3] ترجمہ: کوئی مقصود نہیں سوائے اللہ کے [3] کوئی نظر میں نہیں سوا
اللہ کے۔ [4] ترجمہ، کوئی وجود ذاتی نہیں رکھتا سوائے اللہ کے ۱۲
(ناشر)

مرشد دو قسم ہے عام و خاص

مرشد خاص کی دو قسم ہے ایک مرشد اتصال اور اس کی چار شرطیں ضروری ہیں جب ان سے بیعت جائز نہیں

کے لئے ضرور پیر و مرشد کی حاجت ہے چاہے قسم اوّل کی ہو یا دوم کی اقول اب مرشد بھی دو قسم ہے اوّل عام کہ کلام اللہ و کلام الرسول و کلام آئمہ شریعت و طریقت و کلام علمائے دین اہل رشد و ہدایت ہے اسی سلسلہ صحیحہ پر کہ عوام کا ہادی کلام علما، علماء کا رہنما کلام آئمہ، ائمہ کا مرشد کلام رسول، رسول کا پیشوا کلام اللہ جل و علا و صلے اللہ تعالےٰ علیہ وعلیہم وسلم۔ فلاح ظاہر ہو یا فلاح باطن اسے اس مرشد سے چارہ نہیں جو اس سے جدا ہے بلا شبہ کافر ہے یا گمراہ اور اس کی عبادت برباد و تباہ دوم خاص کہ بندہ کسی عالم سنی صحیح العقیدہ صحیح الاعمال جامع شرائط بیعت کے ہاتھ میں ہاتھ دے یہ مرشد خاص جسے پیر و شیخ کہتے ہیں۔ پھر دو قسم ہے اوّل شیخ اتصال[1] یعنی جس کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے انسان کا سلسلہ حضور پر نور سید المرسلین صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تک متصل ہو جائے۔ اس کے لئے چار شرطیں ہیں (۱) شیخ کا سلسلہ باتصال صحیح حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تک پہنچا ہو، بیچ میں منقطع نہ ہو کہ منقطع کے ذریعہ سے اتصال ناممکن۔ بعض لوگ بلا بیعت محض بزعم وراثت اپنے باپ دادا کے سجادے پر بیٹھ جاتے ہیں یا بیعت تو کی تھی مگر خلافت نہ ملی تھی بلا اذن مرید کرنا شروع کر دیتے ہیں یا سلسلہ ہی وہ ہو کہ قطع کر دیا گیا اس میں فیض نہ رکھا گیا لوگ براہ ہوس اس میں اذن و خلافت دیتے چلے آتے ہیں یا سلسلہ فی نفسہٖ اچھا تھا مگر بیچ میں کوئی ایسا شخص واقع ہوا جو بوجہ انتفائے بعض شرائط قابل بیعت نہ تھا اس سے جو شاخ چلی وہ بیچ میں سے منقطع ہے۔ ان صورتوں میں اس بیعت سے ہرگز اتصال حاصل نہ ہوگا۔ بیل سے دودھ یا بانجھ سے بچہ مانگنے کی مت جدا ہے۔ (۲) شیخ سنی صحیح العقیدہ ہو بد مذہب گمراہ کا سلسلہ شیطان تک پہنچے گا نہ کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تک آج کل بہت کھلے ہوتے بددینوں بلکہ بے دینوں حتیٰ کہ وہابیہ نے کہ سرے سے منکر و دشمن اولیاء ہیں مکاری کے لئے پیری مریدی کا جال پھیلا رکھا ہے ہوشیار خبردار احتیاط احتیاط ۔

---

[1] سے بہتے فرقانی ۱۲

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست[عہ] پس بہر دستے نباید داد دست

شرط سوم علم عقائد مذہب ضروریہ

(۳) عالم ہو اقول علم فقہ اسی کی اپنی ضرورت کے قابل کافی اور لازم کہ عقا
اہلسنت سے پورا واقف کفر و اسلام و ضلالت و ہدایت کے فرق کا خوب عارف ہ
ورنہ آج بد مذہب نہیں کل ہو جائے گا ع فمن لم یعرف الشر فیوما یقع[۱]
فیہ. صدہا کلمات و حرکات ہیں جن سے کفر لازم آتا ہے اور جاہل براہ جہالت ان
پڑ جاتے ہیں اول تو خبر ہی نہیں ہوتی کہ ان کے قول یا فعل سے کفر سرزد ہوا اور ب
اطلاع توبہ ناممکن تو مبتلا کے مبتلا ہی رہے اور اگر کوئی خبر دے تو ایک سلیم الطبع جا
ڈر بھی جائے تو یہ بھی کر لے مگر وہ جو سجادۂ مشیخت پر ہادی و مرشد بنے بیٹھے ہیں ا
کی عظمت کہ خود ان کے قلوب میں ہے، کب قبول کرنے دے واذا قیل له اتق[۲]
الله اخذته العزة بالاثم اور اگر ایسے ہی حق پرست ہوتے اور مانا تو کتنا
کہ آپ توبہ کر لیں گے قول و فعل کفر سے جو بیعت فسخ ہو گئی اب کسی کے ہاتھ پر بیعت
کریں اور شجرہ اس جدید شیخ کے نام سے دیں اگرچہ شیخ اوّل ہی کا خلیفہ ہو یہ ا
کا نفس کیونکر گوارا کرے نہ اسی پر راضی ہوں گے کہ آج سے سلسلہ بند کریں مرید کر
چھوڑ دیں لاجرم وہی سلسلہ کہ ٹوٹ چکا جاری رکھیں گے لہٰذا عالم عقائد ہونا لازم

(شرط چہارم) اتصال اور اس کی تعریف

(۴) فاسق معلن نہ ہو اقول اس شرط پر حصول اتصال کا توقف نہیں کہ مجرد فسق
باعث فسخ نہیں مگر پیر کی تعظیم لازم ہے اور فاسق کی توہین واجب دونوں کا اجتماع
باطل۔ تبیین الحقائق امام زیلعی وغیرہ میں دربارہ فاسق ہے فی تقدیمه[۳] للامامة
تعظیمه وقد وجب علیهم اهانته شرعا دوم شیخ اتصال کہ شرائط مذکورہ کے

عہ بہت سے ابلیس انسانی شکل میں ہیں۔ پس ہر ہاتھ میں ہاتھ نہیں دینا چاہیے۔ ۱۲

[۱] ترجمہ: جو شر سے آگاہ نہیں ایک دن اس میں پڑ جائے گا۔ ۱۲ [۲] ترجمہ اور جب اس سے کہا جائے اللہ تعالٰے سے ڈر تو اسے اور ضد چڑھتی ہے گناہ کی [۳] ترجمہ اسے امامت کے لئے آگے کرنے میں اس کی تعظیم ہے اور شرع میں تو اس کی توہین واجب ہے ۱۲ (ت)

ساتھ مفاسد نفس (نفس کے فسادات) و مکائد شیطان (شیطان کی مکاریاں) و مصائد ہوا (خواہشات کا شکار) سے آگاہ ہو۔ دوسرے کی تربیت جانتا اور اپنے متوسل پر شفقت تامہ رکھتا ہو کہ اس کے عیوب پر اسے مطلع کرے ان کا علاج بتاتے جو مشکلات اس راہ میں پیش آئیں حل فرمائے نہ محض سالک ہو نہ نرا مجذوب۔ عوارف شریف میں فرمایا یہ دونوں قابل پیری نہیں اقول اس لئے کہ اول خود ہنوز راہ میں ہے اور دوسرا طریق تربیت سے غافل بلکہ مجذوب سالک ہو یا سالک مجذوب اور اول اولی ہے اقول اس لئے کہ وہ مراد ہے اور یہ مرید پھر بیعت بھی دو قسم ہے اول بیعت برکت کہ صرف تبرک کے لئے داخل سلسلہ ہو جانا۔ آج کل عام بیعتیں یہی ہیں۔ وہ بھی نیک نیتوں کی ورنہ بہتوں کی بیعت دنیاوی اغراض فاسدہ کے لئے ہوتی ہے وہ خارج از بحث ہیں۔ اس بیعت کے لئے شیخ اتصال کہ شرائط اربع کا جامع ہو بس ہے۔

بیعت دو قسم ہے بیعت برکت و بیعت ارادت

اقول بیکار یہ بھی نہیں مفید اور بہت مفید اور دنیا و آخرت میں بکار آمد ہے محبوبان خدا کے غلاموں کے دفتر میں نام لکھ جانا ان سے سلسلہ متصل ہو جانا فی نفسہٖ سعادت ہے اولا ان کے خاص غلاموں سالکان راہ سے اس امر میں مشابہت اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من تشبّہ بقوم فھو منھم جو جس قوم سے مشابہت پیدا کرلے وہ انہی میں سے ہے۔ سیدنا شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین سہروردی رضی اللہ تعالے عنہ عوارف المعارف شریف میں فرماتے ہیں واعلم ان الخرقۃ خرقتان خرقۃ الارادۃ وخرقۃ التبرک والاصل الذی قصدہ المشائخ للمریدین خرقۃ الارادۃ وخرقۃ التبرک تشبہ بخرقۃ الارادۃ فخرقۃ الارادۃ للمرید الحقیقی وخرقۃ التبرک للمتشبہ ومن تشبہ بقوم فھو منھم ثانیا ان غلامان خاص کے ساتھ ایک سلک میں منسلک ہونا، بلبل ہمیں کہ قافیہ گل شود بس است، رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ

صرف بیعت برکت کے فوائد

ترجمہ: واضح ہو کہ خرقے دو ہیں خرقہ ارادت، خرقہ تبرک مشائخ کا مریدوں سے اصل مطلوب خرقہ ارادت ہے اور خرقہ تبرک اس سے مشابہت ہے تو حقیقی مرید کیلئے خرقہ ارادت ہے اور مشابہت چاہنے والوں کیلئے خرقہ تبرک اور جو کسی قوم سے مشابہت چاہے وہ انہی میں سے ہے ۱۲ علہ بلبل کو یہی کہ پھول کی صحبت ہو کافی ہے۔
(ناشر)

علیہ وسلم فرماتے ہیں ان کا رب عزوجل فرماتا ہے ھم القوم لا یشقی بھم جلیسھم وہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی بدبخت نہیں رہتا ثالثاً محبوبانِ خدا آیۂ رحمت ہیں۔ وہ اپنا نام لینے والے کو اپنا کر لیتے ہیں اور اس پر نظر رحمت رکھتے ہیں۔ امام یکتا سیدی ابوالحسن نورالملۃ والدین علی قدس سرہ بہجۃ الاسرار شریف میں فرماتے ہیں حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی گئی اگر کوئی شخص حضور کا نام لیوا ہو اور اس نے نہ حضور کے دست مبارک پر بیعت کی ہو نہ حضور کا خرقہ پہنا ہو کیا وہ آپ کے مریدوں میں شمار ہو گا فرمایا من انتمی الی وتسمی لی قبلہ اللہ تعالیٰ وتاب علیہ ان کان علی سبیل مکروہ وھو من جملۃ اصحابی وان ربی عزوجل وعدنی ان یدخل اصحابی واھل مذھبی وکل محب لی الجنۃ جو اپنے آپ کو میری طرف نسبت کرے اور اپنا نام میرے غلاموں کے دفتر میں شامل کرے اللہ اسے قبول فرماتے گا اور اگر وہ کسی ناپسندیدہ راہ پر ہو تو اسے توبہ دے گا اور وہ میرے مریدوں کے زمرے میں ہے اور میرے رب عزوجل نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میرے مریدوں اور ہم مذہبوں اور میرے ہر چاہنے والے کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ والحمد للہ رب العلمین

بیعت ارادت

دوم بیعت ارادت کہ اپنے ارادہ واختیار سے یکسر باہر ہو کر اپنے آپ کو شیخ مرشد ہادی برحق واصل بحق کے ہاتھ میں بالکل سپرد کر دے اسے مطلقاً اپنا حاکم ومالک و متصرف جانے۔ اس کے چلانے پر راہ سلوک چلے کوئی قدم بے اس کی مرضی کے نہ رکھے اس کے لئے اس کے بعض احکام یا اپنی ذات میں خود اس کے کچھ کام اگر اس کے نزدیک صحیح نہ معلوم ہوں، انھیں افعال خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مثل سمجھے اپنی عقل کا قصور جانے، اس کی کسی بات پر دل میں بھی اعتراض نہ لائے اپنی ہر مشکل اس پر پیش کرے غرض اس کے ہاتھ میں مردہ بدست زندہ ہو کر رہے یہ بیعت سالکین ہے۔ اور یہی مقصود مشائخ مرشدین ہے۔ یہی اللہ عزوجل تک پہنچاتی ہے یہی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے لی ہے جیسے سیدنا عبادہ بن صامت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بایعنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

علی السمع والطاعۃ فی العسر والیسر والمنشط والمکرہ وان لاننازع الامر اھلہ
ہم نے رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے اس پر بیعت کی کہ ہر آسانی و دشواری ہر خوشی
ناگواری میں حکم سنیں گے اور اطاعت کریں گے اور صاحب حکم کے کسی حکم میں چون وچرا
نہ کریں گے۔ شیخ ہادی کا حکم رسول کا حکم ہے اور رسول کا حکم اللہ کا حکم اور اللہ کے
حکم میں مجال دم زدن نہیں اللہ عزوجل فرماتا ہے وما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا
قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم ومن یعص اللہ
ورسولہ فقد ضل ضلالا مبینا۔ کسی مسلمان مرد و عورت کو نہیں پہنچتا کہ جب اللہ
ورسول کسی معاملہ میں کچھ فرمادیں پھر انھیں کام کا کوئی اختیار رہے اور جو اللہ ورسول کی
نافرمانی کرے وہ کھلا گمراہ ہوا۔ عوارف شریف میں ارشاد فرمایا دخولہ فی حکم الشیخ
دخولہ فی حکم اللہ ورسولہ واحیاء سنۃ المبایعۃ شیخ کے زیر حکم ہونا
اللہ ورسول کے زیر حکم ہونا ہے اور اس بیعت کی سنت کا زندہ کرنا۔ نیز فرمایا ولا یکون
ھذا الا لمرید حصر نفسہ مع الشیخ وانسلخ من ارادۃ نفسہ وفنی
فی الشیخ بترک اختیار نفسہ یہ نہیں ہوتا مگر اس مرید کے لئے جس نے اپنی جان کو
شیخ کی قید میں کردیا اور اپنے ارادے سے بالکل باہر آیا اپنا اختیار چھوڑ کر شیخ میں فنا ہو
گیا پھر فرمایا ویحذر الاعتراض علی الشیوخ فانہ السم القاتل للمریدین وقل ان یکون مرید یعترض علی
الشیخ بباطنہ فیفلح ویذکر المرید فی کل ما اشکل علیہ من تصاریف الشیخ قصۃ الخضر علیہ السلام
کیف کان یصدر من الخضر تصاریف ینکرھا موسیٰ ثم لما کشف عن معناھا بان وجہ الصواب فی ذالک فھکذا
ینبغی للمرید ان یعلم ان کل تصرف اشکل علیہ صحتہ من الشیخ عند الشیخ فیہ بیان وبرھان للصحۃ پیروں پر اعتراض سے بچے
کہ یہ مریدوں کے لئے زہر قاتل ہے، کم کوئی مرید ہوگا جو اپنے دل میں شیخ پر کوئی اعتراض
کرے پھر فلاح پائے۔ شیخ کے تصرفات سے جو کچھ اسے صحیح نہ معلوم ہوتے
ہوں ان میں خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعات یاد کرے کیونکہ ان سے وہ باتیں صادر
ہوتی تھیں بظاہر جن پر سخت اعتراض تھا (جیسے مسکینوں کی کشتی میں سوراخ کردینا بے گناہ
بچے کو قتل کردینا) پھر جب وہ اس کی وجہ بتاتے تھے ظاہر ہو جاتا تھا کہ حق یہی تھا جو انہوں

نے کیا، یوہیں مرید کو یقین رکھنا چاہیے کہ شیخ کا جو فعل مجھے صحیح معلوم نہیں ہوتا شیخ کے پاس
اس کی صحت پر دلیل قطعی ہے۔ امام ابوالقاسم قشیری رسالہ میں فرماتے ہیں، میں نے حضرت
ابوعبدالرحمان سلمی کو فرماتے سنا کہ ان سے ان کے شیخ حضرت ابوسہل صعلوکی نے فرمایا من
قال لاستاذہ لم لا یفلح ابدا جو اپنے پیر سے کسی بات میں کیوں کہے گا کبھی فلاح
نہ پائے گا نسئل اللہ العفو والعافیۃ جب یہ اقسام معلوم ہولئے اب ہم مسئلہ کی طرف
چلئے مطلق فلاح کے لئے مرشد عام کی قطعاً ضرورت ہے فلاح تقوی ہو یا فلاح
احسان اس مرشد سے جدا ہو کر ہرگز نہیں مل سکتی اگرچہ مرشد خاص رکھتا بلکہ خود مرشد خاص
بنا ہو اقول پھر اس سے جدائی دو طرح ہے اوّل صرف عمل میں جیسے کسی کبیرے کا مرتکب
یا صغیرے پر مصر اور اس سے بدتر ہے وہ جاہل کہ علماء کی طرف رجوع ہی نہ لاتے اور
اس سے بدتر کہ باوصف جہل ذی رائے بنے احکام علماء میں اپنی رائے کو دخل دے
یا حکم کے خلاف اپنے یہاں کے باطل رواج پر اڑے اور اسے حدیث و فقہ سے بتا
دیا جائے کہ یہ رواج بے اصل ہے جب بھی اسی کو حق کہے بہرحال یہ لوگ فلاح پر
نہیں اور بعض بعض سے زائد ہلاکت میں ہیں مگر صرف ترک عمل کے سبب نہ بے پیرا ہو
نہ اس کا پیر شیطان جب کہ اولیاء و علمائے دین کا سچے دل سے معتقد ہو اگرچہ شامت
نفس نافرمانی پر لائے کہ بیعت جس طرح باعتبار پیر خاص دو قسم تھی یوں ہی باعتبار مرشد
عام بھی۔ اگر اس کے حکم پر چلتا ہے، بیعت ارادت رکھتا ہے ورنہ بیعت برکت سے خالی
نہیں کہ ایمان و اعتقاد تو ہے تو گنہگار سُنّی۔ اگر کسی پیر جامع شرائط اربعہ کا مرید ہے
فبہا ورنہ بوجہ حسن اعتقاد مرشد عام کے منتسبوں میں ہے اگرچہ نافرمانی کے باعث
فلاح پر نہیں دوم منکر ہو کر جدائی مثلاً (۱) وہ ابلیسی مسخرے کہ علمائے دین پر ہنستے
اور ان کے احکام کو سبک سمجھتے ہیں انہی میں ہیں وہ جھوٹے مدعیان فقر جو کہتے ہیں کہ عالموں
فقیروں کی سدا سے ہوتی آئی ہے یہاں تک کہ بعض خبیثوں صاحب سجادہ بلکہ قطب
وقت بننے والوں کو یہ لفظ کہتے سنے گئے کہ عالم کون ہے، سب پنڈت ہیں عالم
تو وہ ہو جو انبیائے بنی اسرائیل کے سے معجزے دکھائے (۲) وہ دہریے ملحد فقیرو

ولی بننے والے کہ کہتے ہیں شریعت راستہ ہے ہم تو پہنچ گئے، ہمیں راستے سے کیا کام۔ ان خبیثوں کا ردّ ہمارے رسالے مقال عرفا باعزاز شرع وعلما میں ہے امام ابوالقاسم قشیری قدس سرہٗ رسالہ مبارکہ میں فرماتے ہیں ابو علی الروذباری لبغدادی اقام بمصر ومات بہا سنۃ اثنتین وعشرین وثلثمائۃ صحب الجنید والنوری اظرف المشائخ واعلمھم بالطریقۃ سئل عمن یستمع الملاھی ویقول ھی لی حلال لانی وصلت الی درجۃ لاتوثر فی اختلاف الاحوال فقال نعم قد وصل ولکن الی سقر یعنی سیدی ابو علی رودباری رضی اللہ تعالٰی عنہ بغدادی ہیں مصر میں اقامت فرمائی اور اسی میں ۳۲۲ھ میں وفات پائی سید الطائفہ جنید وحضرت ابوالحسین احمد نوری رضی اللہ تعالٰی عنہما کے اصحاب سے ہیں۔ مشائخ میں ان سے زیادہ علم طریقت کسی کو نہ تھا۔ اس جناب سے سوال ہوا کہ ایک شخص مزامیر سنتا اور کہتا ہے یہ میرے لئے حلال ہیں۔ اس لئے کہ میں ایسے درجے تک پہنچ گیا کہ احوال کا اختلاف مجھ پر کچھ اثر نہیں ڈالتا فرمایا ہاں پہنچا تو ضرور مگر کہاں تک جہنم تک۔ عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہٗ کتاب الیواقیت والجواہر فی عقائد الاکابر میں فرماتے ہیں حضور سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالٰی عنہٗ سے عرض کی گئی کچھ لوگ کہتے ہیں ان التکالیف کانت وسیلۃ الی الوصول وقد وصلنا شریعت کے احکام تو وصول کا وسیلہ تھے اور ہم واصل ہو گئے فرمایا صدقوا فی الوصول ولکن الی سقر والذی لیسرق ویزنی خیر ممن یعتقد ذالک وہ سچ کہتے ہیں واصل تو ضرور ہوتے مگر جہنم تک چور اور زانی ایسے عقیدے والوں سے بہتر ہیں (۳) وہ جاہل اجہل یا ضال اضل کہ بے پڑھے یا کتابیں پڑھ کر بزعم خود عالم بن کر آئمہ سے بے نیاز ہو بیٹھے جیسا قرآن وحدیث ابوحنیفہ و شافعی سمجھتے تھے ان کے زعم میں یہ بھی سمجھتے ہیں بلکہ ان سے بھی بہتر کہ انھوں نے قرآن وحدیث کے خلاف حکم دیئے یہ ان کی غلطیاں نکال رہے ہیں۔ یہ گمراہ بددین غیر مقلدین ہوتے (۴) اس سے بدتر وہابیت کی اصل علت کہ تقویت الایمان پر سر منڈا بیٹھے اس کے مقابل قرآن وحدیث پس پشت پھینک دیئے اللہ ورسول جل وعلا و صلے اللہ تعالٰی

علیہ وسلم تک اس ناپاک کتاب کے طور پر معاذ اللہ مشرک ٹھہریں اور یہ اللہ ورسول کو پیٹھ دے کر اسی کے مسائل پر ایمان لائیں (۵) ان سے بدتر ان میں دیوبندی کہ انہوں نے گنگوہی ونانوتوی و تھانوی اپنے احبار و رہبان کے کفر اسلام بنانے کے لئے اللہ ورسول کو سخت سخت گالیاں قبول کیں (۶) قادیانی (۷) نیچری (۸) چکڑالوی (۹) روافض (۱۰) خوارج (۱۱) نواصب (۱۲) معتزلہ وغیرہم بالجملہ جملہ مرتدین یا ضالین معاندین دین کہ سب مرشد عام کے مخالف ومنکر ہیں۔ یہ اشد ہالک ہیں اور ان سب کا پیر شیطان اگرچہ بظاہر کسی کی بیعت کا نام لیں بلکہ خود پیر و ولی و قطب بنیں قال اللہ تعالٰی استحوذ علیھم الشیطٰن فانسٰھم ذکر اللہ اولٰئک حزب الشیطٰن الا ان حزب الشیطٰن ھم الخٰسرون ۝ شیطان نے انہیں اپنے گھیرے میں لے کر اللہ کی یاد بھلا دی وہی شیطان کے گروہ ہیں سنتا ہے شیطان ہی کے گروہ زیاں کار ہیں والعیاذ باللہ رب العالمین

فلاح تقویٰ

اقول اس کے لئے مرشد خاص کی ضرورت بایں معنے نہیں کہ بے اس کے یہ فلاح مل ہی نہ سکے یہ جیسا کہ اوپر گزرا، فلاح ظاہر ہے اس کے احکام واضح ہیں آدمی اپنے علم سے یا علمائے سے پوچھ پوچھ کر متقی بن سکتا ہے اعمال قلب میں اگرچہ بعض دقائق ہیں مگر محدود اور کتب ائمہ مثل امام ابوطالب مکی و امام حجۃ الاسلام غزالی وغیرہما میں مشروح تو بے بیعت خاص بھی اس کی راہ کشادہ اور اس کا دروازہ مفتوح یہ جبکہ اسی قدر پر اقتصار کرے تو ہم اوپر بیان کر آئے کہ غیر متقی سُنّی بھی بے پیرا نہیں متقی کیونکر بے پیرا یا معاذ اللہ مرید شیطان ہو سکتا ہے اگرچہ کسی خاص کے ہاتھ پر بیعت نہ کی ہو کہ یہ جس راہ میں ہے اس میں مرشد عام کے سوا مرشد خاص کی ضرورت ہی نہیں تو جتنا پیر اسے درکار ہے حاصل ہے تو اولیا کا قول دوم کہ جس کے لئے شیخ نہیں اس کا شیخ شیطان ہے اس سے متعلق نہیں ہو سکتا اور قول اول کہ بے پیر افلاح نہیں پاتا یہ تو بداہۃً اس پر صادق نہیں فلاح تقویٰ بلاشبہ فلاح ہے اگرچہ فلاح احسان اس سے اعظم واجل ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے ان تجتنبوا کبآئر ما تنھون عنہ نکفر عنکم سیاٰتکم

فلاح تقویٰ کے لئے مرشد خاص کی ضرورت نہیں

وندخلکم مدخلا کریماہ اگر تم کبیرہ گناہوں سے بچے تو ہم تمہاری برائیاں مٹا دیں گے اور تمہیں عزت والے مکان میں داخل فرمائیں گے یہ بلاشبہ فوزِ عظیم ہے۔ مولا تعالےٰ نے اہل تقوے و اہل احسان دونوں کے لئے اپنی معیت ارشاد فرمائی ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون ہ بے شک اللہ متقیوں کے ساتھ ہے اور ان کے جو اہل احسان ہیں، یہ کیسا فضل عظیم ہے اور فلاح کے لئے کیا چاہیے اوّل بات یہ ہے کہ تقوےٰ عموماً ہر مسلمان پر فرض عین ہے اور اس فلاح یعنی عذاب سے رستگاری کے لئے بفضل الٰہی حسب وعدۂ صادقہ کافی و وافی احسان یعنی سلوک راہ ولایت اعلیٰ درجے کا مطلوب و محبوب ہے مگر اس کی طرح فرض نہیں ورنہ اولیاء کے سوا کہ ہر دورہ میں صرف ایک لاکھ چوبیس ہزار ہوتے ہیں باقی کروڑہا کروڑ مسلمان ہزارہا علما و صلحا سب معاذ اللہ تارک فرض و فساق ہوں اولیا نے بھی کبھی اس راہ کی عام دعوت نہ دی کروڑوں میں سے معدودے چند کو اس پر چلایا اور اس کے طالبوں میں سے بھی جسے اس بار کے قابل نہ پایا واپس فرمایا فرض سے واپس کرنا کیونکر ممکن تھا لا یکلف[1] اللہ نفسا الا وسعہا لا یکلف اللہ نفسا الا ما اتٰھا عوارف شریف میں ہے اما خرقۃ التبرک یطلبہا من مقصودہ التبرک بزی القوم ومثل ھذا لا یطالب بشرائط الصحبۃ بل یوصی ملزم حل ود الشرع ومخالطۃ ھٰذہ الطائفۃ لیعود علیہ برکتھم ویتادب بادابھم فسوف یرقیہ ذٰلک الی الاھلیۃ لخرقۃ الارادۃ فعلی ھذا خرقۃ التبرک مبذولۃ لکل طالب وخرقۃ الارادۃ ممنوعۃ الا من الصادق الراغب یعنی خرقۂ تبرک ہر ایک کو دیا جا سکتا ہے اور خرقہ اسی کو دیا جائے گا جو اس کا اہل ہو نااہل سے اس راہ کے شرائط کا مطالبہ نہ کریں گے۔ صرف اتنا کہیں گے کہ شریعت کا پابند رہ اور اولیاء کی صحبت اختیار کر کہ

سلوک کی عام دعوت نہیں اور نہ ہر شخص اس کا اہل ہے

---

[1] ترجمہ: اللہ کسی جان کو تکلیف نہیں دیتا مگر اس کی طاقت بھر اللہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اتنے کی جو اسے دیا ہے ۱۲

شاید اس کی برکت اسے خرقہ ارادت کا اہل کر دے۔ تو ظاہر ہوا کہ اس کا ترک نافی فلاح نہیں نہ کہ معاذ اللہ مرید شیطان کر دے اکابر علماء و آئمہ میں ہزار ہا وہ گزرے جن سے یہ بیعت خاصہ ثابت نہیں یا کی تو آخر عمر میں بعد حصول مرتبۂ امامت اور وہ بھی بیعت برکت جیسے امام ابن حجر عسقلانی نے سیدی مدین قدس سرہٗ کے دست مبارک پر

اقول، ہاں جو اس کا ترک بوجہ انکار کرے اسے باطل و لغو جانے وہ ضرور گمراہ اور بے فلاح و مرید شیطان ہے جب کہ انکار مطلق ہو اور اگر اپنے عصر و مصر میں کسی کو بیعت کے لئے کافی نہ جانے تو اس کا حکم اختلاف منشا سے مختلف ہو گا اگر یہ اپنے تکبر کے باعث ہے تو الیس فی جہنم مثوی للمتکبرین کیا جہنم میں متکبروں کا ٹھکانہ نہیں اور اگر بلا وجہ شرعی اپنی بدگمانی کے باعث سب کو نااہل جانے تو یہ بھی کبیرہ ہے اور مرتکب کبیرہ مفلح نہیں اور اگر ان میں وہ باتیں ہیں کہ اشتباہ میں ڈالتی ہیں اور یہ بنظر احتیاط بچتا ہے تو الزام نہیں انّ[1] من الحزم سوء الظن دع ما یریبک الی ما لا یریبک فلاح احسان کے لئے بے شک مرشد خاص کی حاجت ہے اور وہ بھی شیخ ایصال کی شیخ اتصال اس کے لئے کافی نہیں اور اس کے ہاتھ پر بھی بیعت ارادت ہو۔ بیعت برکت یہاں بس نہیں۔ اس راہ میں وہ شدید باریکیاں اور سخت تاریکیاں ہیں کہ جب تک کامل مکمل اس راہ کے جملہ نشیب و فراز سے آگاہ و ماہر حل نہ کرے حل نہ ہوں گی نہ کتب سلوک کا مطالعہ کام دے گا کہ یہ دقائق تقوی کی طرح محدود معدود نہیں جن کا ضبط کتاب کر سکے الطرق الی اللہ تعالیٰ لعدد انفاس الخلائق اللہ تک راستے اتنے ہیں جتنی تمام مخلوقات کی سانسیں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ان اللہ لا یتجلی لعبد فی صفتین ولا فی صفۃ لعبدین اللہ تعالیٰ عز و جل نہ ایک بندے پر دو صفتوں میں تجلی فرمائے نہ ایک صفت سے دو بندوں

---

[1] ترجمہ بے شک احتیاط میں داخل ہے برا پہلو بچنے کے لئے سوچ لینا جس بات میں تجھے دغدغہ ہو اسے چھوڑ کر وہ اختیار کر جو بے دغدغہ ہو ۱۲ (ناشر)

پر رد اسے فی البهجة الشریفة وفیه ثنیا یطول شرحہا اور ہر راہ کی دشواریاں باریکیاں، گھاٹیاں جدا ہیں جن کو نہ یہ خود سمجھ سکے گا نہ کتاب بتائے گی اور وہ پرانا دشمن ہر کار پر فن ابلیس لعین ہر وقت ساتھ ہے۔ اگر بتانے والا آنکھیں کھولنے والا ہاتھ پکڑنے والا مدد فرمانے والا ساتھ نہ ہو تو خدا جانے کس کھوہ میں گرائے کس گھاٹی میں ہلاک کرے ممکن ہے کہ سلوک درکنار معاذ اللہ ایمان تک ہاتھ سے جاتے جیسا کہ بارہا واقع ہو چکا ہے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالے عنہ کا ابلیس کے مکر کو رد فرمانا اور اس کا کہنا کہ اے عبدالقادر تمہیں تمہارے علم نے بچا لیا ورنہ اسی دھوکے سے میں نے ستر اہل طریق ہلاک کئے ہیں معروف و مشہور اور کتب آئمہ مثل بہجۃ الاسرار شریف وغیرہا میں مروی (یعنی یہ روایت لکھی ہوتی ہے) و مسطور۔ اقول۔ حاشا یہ مرشد عام کا عجز نہیں بلکہ اس کے سمجھنے سے سالک کا عجز ہے مرشد عام میں سب کچھ ہے ما فرطنا فی الکتب من شیٔ ہم نے کتاب میں کوئی چیز اٹھا نہ رکھی مگر احکام ظاہر عام لوگ نہیں سمجھ سکتے جس کے سبب عوام کو علماء، علماء کو آئمہ، آئمہ کو رسول کی طرف رجوع فرض ہوئی کہ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون ۵ ذکر والوں سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے یہی حکم یہاں بھی ہے اور یہاں اہل الذکر وہ مرشد خاص باوصاف مذکورہ ہے تو جو اس راہ میں قدم رکھے اور (۱) کسی کو پیر نہ بنائے (۲) کسی مبتدع (۳) کسی جاہل کا مرید ہو جو پیر اتصال بھی نہیں (۴) ایسے پیر کا مرید ہو جو صرف پیر اتصال ہے قابل ایصال نہیں اور اس کے بھروسے پر یہ راہ طے کرنا چاہے (۵) شیخ ایصال ہی کا مرید ہو مگر خود رائی برتے اس کے احکام پر نہ چلے تو یہ شخص اس فلاح کو نہ پہنچے گا۔ اور اس راہ میں ضرور اس کا پیر شیطان ہو گا جس سے تعجب نہیں کہ اسے اصل فلاح بلکہ نفس ایمان سے دور کر دے والعیاذ باللہ رب العلمین اقول بلکہ اس کا نہ ہونا ہی تعجب ہے۔ یہ نہ سمجھو کہ غلطی پڑے گی تو اسی قدر کہ اس راہ میں

لے یہ ارشاد مبارک بہجۃ الاسرار شریف میں روایت کیا اور اس میں ایک استثنا ہے جس کی شرح طویل ہے۔ ۱۲ (ناشر)

بھکے گا یہ فرض نہ تھی کہ اس کے نہ پانے سے اصل فلاح نہ رہے۔ نہیں نہیں عدو لعین تو دشمن ایمان ہے وقت و موقع کا منتظر ہے وہ کرشمے دکھاتا ہے۔ جن سے عقائد ایمانی پر حرف آتا ہے۔ آدمی ایک بات سنے ہوئے ہے اور اب آنکھوں سے اس کے خلاف دیکھے تو کس قدر مشکل ہے کہ اپنے مشاہدے کو غلط جانے اور اسی اعتقاد پر جما رہے حالانکہ لیس الخبر کالمعاینۃ شنیدہ[ع] کے بود مانند دیدہ پیر کامل کو چاہیے کہ ان شبہات کا کشف کرے رسالہ مبارکہ امام قشیری میں ہے اعلم ان فی ھذہ الحالۃ قلما یخلو المرید فی اوان خلوۃ فی ابتداء ارادتہ من الوساوس فی الاعتقاد الی اٰخر ما افاد و اجاد علینا بہ رحمۃ الملک الجواد **ثم اقول** غالب یہی ہے کہ بے پیر اس راہ کا چلنے والا ان آفتوں میں گرفتار ہو جاتا ہے اور گرگ شیطان اسے بے راعی کی بھیڑ پا کر نوالہ کر لیتا ہے اگرچہ ممکن کہ لاکھوں میں ایک ایسا ہو جسے جذب ربانی ہی کفایت و کفالت کرے اور بے توسط پیر اسے مکائد نفس و شیطان سے بچا کر نکال لے جائے۔ اس کے لئے مرشد عام مرشد خاص کا کام دے گا خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے مرشد خاص ہوں گے۔ کہ بے توسط نبی کوئی وصول ممکن نہیں مگر یہ ہے تو نہایت نادر ہے اور نادر کے لئے حکم نہیں ہوتا **ثم اقول** بے مرشد خاص اس راہ میں قدم رکھنے والوں میں بڑا خوش نصیب وہ ہے کہ ریاضتیں چلے مجاہدے کرے اور اس پر اصلاً فتح باب نہ ہو راہ ہی نہ کھلے جس کی دشواریاں پیش آئیں یہ اپنی فلاح تقوے پر قائم رہے گا دو شرط سے۔ ایک یہ کہ اس کا مجاہدہ اسے عجب نہ دلائے اپنے آپ کو اوروں سے اچھا نہ سمجھنے لگے ورنہ فلاح تقویٰ سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے گا دوسرے یہ کہ عظیم محنتوں کے بعد محرومی کی تنگ دلی اسے کسی عظیم امر میں نہ ڈال دے کہ کوئی کلمہ سخت کہہ بیٹھے یا دل سے منکر ہو جائے کہ اس وقت فلاح تو درکنار اس کا پیر شیطان ہو جائے گا اور اگر اپنی تقصیر سمجھا اور تذلل و انکسار پر قائم

[ع] سنی ہوئی بات دیکھنے کے مانند کب ہو سکتی ہے۔ [۱] واضح ہو کہ اس حالت میں ابتدائے ارادت میں زمانہ خلوت میں کم کوئی مرید ہوگا جسے عقائد میں دوسرے آئیں ۱۲ (ناشر)

رہا تو اس حکم سے مستثنٰی رہے گا یوں کہ جب راہ نہ کھلی تو راہ چلا ہی نہیں اور اس کے مثل ہوا جو فلاح تقویٰ پر مقتصر رہا اقول قرآن کریم کے لطائف لامتناہی ہیں اس بیان سے آیۂ کریمہ یاایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون ہ کے مبارک جملوں کا حسن ترتیب واضح ہوا یہ فلاح احسان کی طرف دعوت ہے۔ اس کے لئے تقویٰ شرط ہے تو اولاً اس کا حکم فرمایا کہ اتقوا اللہ اب کہ تقوٰے پر قائم ہو کر راہ احسان میں قدم رکھنا چاہتا ہے اور یہ عادۃً بے وسیلہ شیخ ناممکن ہے لہٰذا دوسرے مرتبہ میں قبل سلوک تلاش پیر کو مقدم فرمایا، وابتغوا الیہ الوسیلۃ اس لئے کہ الرفیق ثم الطریق[۲] اب کہ سامان مہیا ہو لیا اصل مقصود کا حکم دیا کہ وجاھدوا فی سبیلہ اس کی راہ میں مجاہدہ کرو لعلکم تفلحون تاکہ فلاح احسان پاؤ جعلنا اللہ من المفلحین بفضل رحمتہٖ بھمانہ ھو الرؤف الرحیم وصلی اللہ تعالیٰ وسلم وبارک علی من بہ الصلاح والفلاح وعلٰی اٰلہٖ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین اٰمین[۳] ثم اقول یہاں سے ظاہر ہوا کہ اس راہ میں فلاح وسیلہ پر موقوف کہ اس کو اس پر مرتب فرمایا تو ثابت ہوا کہ یہاں بے پیر افلاح نہ پائے گا اور جب فلاح نہ پائے گا خاسر ہوگا تو حزب اللہ سے نہ ہوا حزب الشیطان سے ہوگا کہ رب عزوجل فرماتا ہے الا ان حزب الشیطان ھم الخسرون ہ سنتا ہے شیطان ہی کا گروہ خاسر ہے الا ان حزب اللہ ھم المفلحون ہ سنتا ہے اللہ ہی کا گروہ فلاح والا ہے تو دوسرا جملہ بھی ثابت

---

[۱] اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں جان لڑاؤ اس امید پر کہ فلاح پاؤ

[۲] پہلے ساتھی تلاش کرو پھر راستہ لو ۱۲ [۳] ترجمہ اللہ ہمیں فلاح والوں میں کرے اس رحمت کے فضل سے جو فلاح والوں پر کی بیشک وہی بڑا مہربان رحم والا ہے اور اللہ درود وسلام و برکت اتارے ان پر جن کے صدقے میں سر صلاح و فلاح ہے اور ان کے آل واصحاب اور ان کے بیٹے حضور غوث اعظم اور ان کے سب گروہ پر آمین ۱۲ (ناشر)

ہوا کہ بے پیرے کا پیر شیطان ہے جس کا بیان ابھی گزرا نسئال اللہ العفو والعافیۃ
بالجملہ حاصل تحقیق یہ چند جملے ہوئے (۱) ہر بد مذہب فلاح سے دور ہلاکت
میں چُور ہے مطلقاً بے پیرا ہے اور ابلیس اس کا پیر اگرچہ بظاہر کسی انسان کا مرید ہو بلکہ خود پیر
بنے راہ سلوک میں قدم رکھے یا نہ رکھے ہر طرح لا یفلح و شیخہ الشیطان کا مصداق
ہے (۲) سنی صحیح العقیدہ کہ راہ سلوک میں نہ پڑا اگر فسق کرے فلاح پر نہیں مگر پھر بھی
نہ بے پیرا ہے نہ اس کا پیر شیطان۔ بلکہ جس شیخ جامع شرائط کا مرید ہو۔ اسی کا مرید
ہے ورنہ مرشد عام کا (۳) یہ اگر تقویٰ کرے تو فلاح پر بھی ہے اور بدستور اپنے شیخ یا مرشد عام
کا مرید غرض سُنّی کہ مضایق سلوک میں نہ پڑا کسی خاص بیعت نہ کرنے سے بے پیرا نہیں ہوتا نہ
شیطان کا مرید ہاں فسق کرے تو فلاح پر نہیں اور متقی ہو تو مفلح بھی ہے (۴) اگر مضایق سلوک
میں بے پیر خاص قدم رکھا اور راہ کھلی ہی نہیں نہ کوئی مرض مثل عجب و انکار پیدا ہوا تو اپنی پہلی حالت
پر ہے اس میں کوئی تغیر نہ آیا شیطان اس کا پیر نہ ہوگا اور متقی تھا تو فلاح پر بھی ہے (۵) یہ مرض
پیدا ہوئے تو فلاح پر نہ رہا اور بحالت انکار و فساد عقیدہ مرید شیطان بھی ہوگیا (۶) اگر راہ کھلی
تو جب تک پیر ایصال کے ہاتھ پر بیعت ارادت نہ رکھتا ہو غالب ہلاک ہے اس بے پیرے کا
پیر شیطان ہوگا اگرچہ بظاہر کسی ناقابل پیر یا محض شیخ اتصال کا مرید یا خود شیخ بنتا ہو (۷) ہاں
اگر محض جذب ربانی کفالت فرمائے تو ہر بلا دور ہے اور اس کے پیر رسول اللہ صلے اللہ
تعالےٰ علیہ وسلم۔ الحمدللہ یہ وہ تفصیل جمیل و تحقیق جلیل ہے کہ ان اوراق کے سوا کہیں
نہ ملے گی۔ بیس برس ہوئے جب بھی یہ سوال ہوا اور ایک مختصر جواب لکھا گیا تھا۔ جس
کی تکمیل و تفصیل یہ ہے کہ اس وقت قلب فقیر پر فیض قدیر سے فائض ہوئی۔

والحمد للہ رب العٰلمین والفضل الصلاۃ والکمل السلام علی سید
المرسلین وصحبہ اجمعین واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم

●●●

ہماری دیگر مطبوعات

پردہ مصنفہ حضرت مولانا ابو البشر محمد صالح نقشبندی قادری رحمۃ اللہ علیہ اس کتاب میں پردہ کے متعلق عقلی اور شرعی بحث، پردہ کے اقسام پردہ و دیگر متفرق احکام اور مخالفین پردہ کے مختلف عقلی و نقلی اعتراضات کے مسکت جواب مذکور ہیں اس ماحول میں ایسی کتاب کا ہر گھر میں موجود ہونا ضروری ہے۔ ہدیہ ۷/۵۰ روپے

تواریخ حبیب الٰہ مصنفہ مفتی عنایت احمد کاکوروی رحمۃ اللہ علیہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت، بچپن، جوانی اور غزوات، معجزات و دیگر مضامین سیرت مستند روایات و احادیث سے بیان کیے گئے ہیں۔

نعمۂ محبوب اول دوم فارسی، اردو اور پنجابی کے مشہور و معروف شاعروں کی بے نظیر نعتوں کا مجموعہ ہدیہ تین روپے

ملنے کا پتہ

مکتبہ مہریہ رضویہ نزد جامع مسجد نور کالج روڈ ڈسکہ

ہماری دیگر مطبوعات

پردہ

مصنفہ حضرت مولانا ابو البشر محمد صالح نقشبندی قادری رحمۃ اللہ علیہ اس کتاب میں پردہ کے متعلق عقلی اور شرعی بحث، پردہ کے اقسام پردہ و بے پردگی میں فرق احکام اور مخالفین پردہ کے مختلف عقلی و نقلی اعتراضات کے مسکت جواب مذکور ہیں اس ماحول میں ایسی کتاب کا ہر گھر میں موجود ہونا ضروری ہے۔ ہدیہ ۷-۵۰ روپے

تواریخ حبیب الٰہ

مصنفہ مفتی عنایت احمد کاکوروی رحمۃ اللہ علیہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت، بچپن، جوانی اور غزوات، معجزات و دیگر مضامین سیرت مستند روایات و احادیث سے بیان کیے گئے ہیں۔

نغمۂ محبوب اول دوم

فارسی، اردو اور پنجابی کے مشہور و معروف شاعروں کی بے نظیر نعتوں کا مجموعہ ہدیہ تین روپے

ملنے کا پتہ

مکتبہ مہریہ رضویہ نزد جامع مسجد نور کالج روڈ ڈسکہ